بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

جلد
65
ایڈیٹر
منصور احمد
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ
11-12
شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر یا 60 یورو

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18

14,7 جمادی الثانی 1437 ہجری قمری   24,17- امان 1395 ہش   24,17 مارچ 2016ء

منارۃ المسیح قادیان

مسجد مبارک قادیان

مسجد اقصیٰ قادیان

مسجد مبارک وہ بابرکت مسجد ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا "مُبَارَکٌ وَّمُبَارِکٌ وَّکُلُّ اَمۡرٍ مُّبَارَکٍ یُّجۡعَلُ فِیۡہِ" یعنی یہ وہ مسجد ہے جسے برکت دی گئی ہے اور برکت دینے والی ہے اور ہر مبارک امر اس میں کیا جائے گا۔ مسجد اقصیٰ پر بھی یہ مبارک الہام چسپاں ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا وہ ایک سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے جو دمشق کے شرقی جانب ہوگا (صحیح مسلم) اس حدیث کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مینار تعمیر کروایا

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جاپان نومبر 2015ء کی چند تصاویر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 21 نومبر 2015 کو جاپان کی پہلی مسجد ''بیت الاحد'' کی افتتاحی تقریب پر خطاب فرماتے ہوئے

مورخہ 23 نومبر 2015 کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ٹوکیو میں ایک خصوصی رِسپشن میں خطاب فرماتے ہوئے

مورخہ 20 نومبر 2015 کو حضور انور مسجد بیت الاحد کا افتتاح فرماتے ہوئے

مسجد بیت الاحد نگویا، جاپان کی ایک خوبصورت تصویر
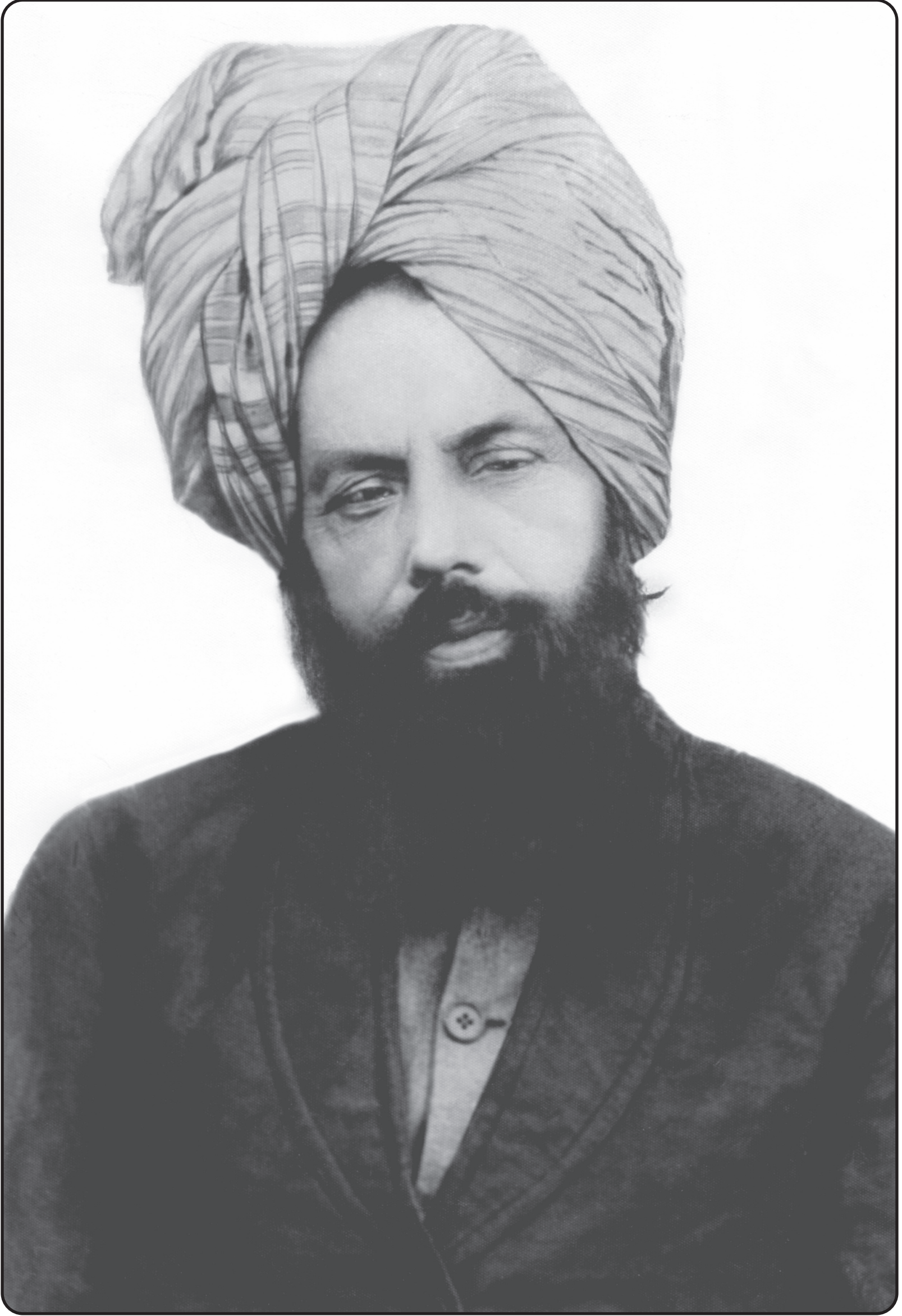
شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان تائید و نصرت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے امّت مسلمہ پر رحم و کرم فرماتے ہوئے، ان کی اپنی اصلاح کی خاطر، اپنے وعدہ، اور اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس زمانے کا امام، مسیح و مہدی، مامور و مرسل، اُمّتی نبی و پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ لیکن بہت ہی بدقسمتی کی بات ہے کہ مسلمانوں نے آپؑ پر طرح طرح کے اتہامات والزامات لگاتے ہوئے نہ صرف یہ کہ آپ کو قبول نہیں کیا بلکہ جس حد تک بس چل سکتا تھا آپ کی مخالفت کی۔ وہ ہستی جس کا صدیوں سے انتظار کیا جارہا تھا فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصّف: 7) جب وہ دلائل لیکر آ گیا تو اس کو کہا گیا کہ یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔

دو باتوں کی بنا پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت کی گئی۔ ایک تو یہ کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس مسیح کو مسلمان چودہ سو سال سے آسمان پر زندہ مان کر اُن کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں وہ قرآن و حدیث کی رُو سے فوت ہو گئے۔ اب اللہ نے مجھے اس زمانے کا مسیح و مہدی بنا کر بھیجا ہے۔

اور دوسری بات جس پر مخالفت کا طوفان برپا کیا گیا اور علماء نے مسلمانوں کو شدید غیرت دلائی اور احمدیوں کے قتل و غارت اور لوٹ مار کیلئے اُکسایا، یہ تھی کہ آپؑ نے اُمّتی نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ آخری صاحبِ شریعت نبی ہیں اور آپ کی شریعت قرآن مجید آخری شریعت ہے اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کیلئے ایسے صاحب شریعت نبی ہیں کہ آپ کی شریعت کا ایک شعشہ اور ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں ہوسکتا لیکن آپ کی غلامی میں، آپ کا اُمّتی بن کر، آپ کا خادم بن کر نبی آسکتا ہے۔ آپ نے بڑی وضاحت اور تکرار کے ساتھ یہ بات بیان فرمائی کہ مجھے جو کچھ ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپؐ کی غلامی کے نتیجہ میں ملا ہے۔ میرا اپنا کچھ بھی نہیں، جو کچھ ہے وہ آقا و مولیٰ سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے موٴقف کی تائید میں دلائل کے انبار لگا دیئے اور کوئی ایسا پہلو اور طریق باقی نہیں رکھا کہ جس سے سمجھایا جاسکتا ہو اور آپ نے سمجھایا نہ ہو۔ لیکن جیسا کہ ذکر کیا گیا آپؑ کی شدید مخالفت ہوئی، ایسی مخالفت کہ جس کی نظیر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ پورے ہندوستان میں پھر کر آپ کے خلاف کفر کے فتوے اکٹھے کئے گئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ سے بھی آپ کے خلاف کفر کے فتوے منگائے گئے۔ آپ کو کافر، مرتد اور دجّال قرار دیا گیا۔ آپ کے قتل کے فتوے دیئے گئے۔ جھوٹے مقدمات کئے گئے۔ آپؑ کو نقصان پہنچانے اور ذلیل و رُسوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپؑ کو عزّت و شہرت دی۔ آپ کی تائید و نصرت فرمائی۔ آپکو اپنے مشن میں کامیاب و کامران کیا۔ اور دوسری طرف جو آپ کے دشمن ہو گئے تھے اُنہیں اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر ناکام و نامُراد اور ذلیل و رُسوا کیا۔

اس موقع پر ہم اپنے غیر احمدی بھائیوں کی خدمت میں چند باتیں اور کچھ سوالات نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں اور ان سے درخواست گزار ہیں کہ خدارا ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں اور جو سوالات ہیں ان کے جواب ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپ کے خلاف کفر کے فتوے آپ کی صداقت کی دلیل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰس: 31) یعنی ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں) کیا کوئی نظیر پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی نبی کی مخالفت نہ ہوئی ہو؟ مخالفت تو سچائی کی دلیل ہے!

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور پیشگوئیوں کے مطابق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان تائید و نصرت فرمائی۔ آپؑ کی زندگی میں بھی اور زندگی کے بعد بھی۔ آپ کی جماعت دُنیا کے 207 ملکوں میں پھیل گئی۔ جماعت احمدیہ کی کامیابی و کامرانی، اور اس کے دشمنوں کی ناکامی و نامُرادی کی ایک لمبی داستان ہے۔ کیا ہمارے مخالف کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہیں کہ کسی جھوٹے کی بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان تائید و نصرت فرمائی ہو؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر ......☆...... میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

نعوذ باللہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جھوٹے تھے تو اللہ تعالیٰ کو چاہئے تھا کہ آپؑ کو تباہ کر دیتا۔ لیکن معاملہ تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ کیا خدا کا یہی قانون ہے کہ وہ اپنے پیاروں کو ذلیل و رُسوا کرتا ہے اور جھوٹوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے؟

☆ اگر سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام امام مہدی اور مسیح موعود نہیں ہیں تو پھر بنی اسرائیل کے نبی، مریم علیہا السلام کے بیٹے مسیح ناصری علیہ السلام اُمّت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آسمان سے کب نازل ہونگے؟؟

☆ کیا قرآن مجید کی کسی آیت میں آسمان کا لفظ دکھایا جاسکتا ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے تھے؟

☆ کیا کسی حدیث میں آسمان کا لفظ دکھایا جاسکتا ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے تھے؟

☆ علماء اسلام کا متفقہ عقیدہ تھا کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں نازل ہوگا۔ چودھویں صدی گزر گئی اور پندرہویں صدی کے بھی چھتیس سال گزر گئے، ہمارے غیر احمدی بھائی بتائیں تو سہی کہ مسیح ناصری کب نازل ہونگے؟؟ مسلمانوں کی زبوں حالی، ان کی تباہی و بربادی سب پر عیاں ہے اگر اب بھی نہیں آئیں گے تو آخر کب آئیں گے؟

☆ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر آپؐ کے بعد مسیح ناصری علیہ السلام کس طرح نبی ہو کر آسکتے ہیں؟

☆ اس پر ہمیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ وہ امّتی ہو کر آئیں گے۔ یہی بات جب ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اُمّتی نبی ہیں تو اس قدر غیظ و غضب کیوں دکھلایا جاتا ہے؟

☆ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ صرف اُمّتی ہونگے نبی نہیں ہونگے، جیسا کہ بعض لوگوں نے اب کہنا شروع کر دیا ہے، تو یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ کیا ہمارے مخالف کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبوّت عطا کرنے کے بعد پھر اس کی نبوّت چھین لی ہو؟ اور اگر وہ نبی نہیں ہونگے محض ایک امّتی ہونگے تو ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ دعویٰ صرف نبی کرتا ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایک مسلمان پر کسی غیر نبی کو ماننا فرض نہیں۔ پھر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام امت محمدیہ میں نازل ہو کر کیا کریں گے؟

اللہ تعالیٰ ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو عقل اور سمجھ عطا کرے کہ وہ اس زمانے کے امام کو مان کر اپنی دُنیا و عاقبت کو سنوارنے والے ہوں۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

فہرست مضامین

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نُور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبہ پر کلّیتًا غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں

درس القرآن

✡ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (الجمعہ: ۲ تا ۵)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے، قدّوس ہے، کامل غلبہ والا اور صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

✡ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (الصّف: ۷ تا ۱۰)

اور (یاد کرو) جب عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے۔ اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نُور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبہ پر کلّیتًا غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

✡ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْــــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور: ۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

درس الحدیث

✡ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم) (حدیقۃ الصالحین، صفحہ 898)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیلِ مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

✡ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهٗ جَعْدًا قِطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واذ کر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا ومسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۹) (حدیقۃ الصالحین، صفحہ 894)

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ مکرّمہ کے پاس ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے زلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا گھنگھریالے بال، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قطن سے ملتی جلتی شکل ہے اور ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح الدّجال ہے۔ (خواب میں حضورؐ کو جو نظارہ دکھایا گیا اس میں طواف کعبہ سے مراد یہ ہے کہ مسیح بیت اللہ کی حفاظت اور اس کی شان کو بلند کرنے کیلئے کوشاں ہوں گے اور دجّال کعبہ کی تخریب کے درپے ہوگا)

✡ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۷۳، مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔ (حدیقۃ الصالحین، صفحہ 928)

میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرشوکت دعاوی اور پاکیزہ کلمات طیبات

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے

’’میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 18، ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 210)

مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر بھیجا ہے تا کہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمتیں ظاہر کروں

’’اے بزرگانِ اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بنادے۔ میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 6، برکات الدعا صفحہ 34)

جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے

’’میں نہیں چاہتا کہ ایک بُت کی طرح میری پوجا کی جائے میں صرف اس خدا کا جلال چاہتا ہوں جس کی طرف سے میں مامور ہوں۔ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامور من اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اس شخص کی جلدی سے تکذیب نہ کرے جو کہتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور محض تجدید دین کے لئے صدی کے سر پر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیقت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ جیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 11، انجام آتھم، صفحہ 320)

مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصّہ پاؤ

’’میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصّہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آتا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اُس وقت کے علماء کی ناسمجھی اُس کی سدّ راہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔ اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 6، برکات الدعا صفحہ 36)

کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے

’’نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی

روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جب کہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے۔ اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔''

(روحانی خزائن، جلد 19، کشتی نوح صفحہ 14)

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا

''مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اُس پاک رسولؐ کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے۔ جو اس کے ارادہ کی مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامراد ہی نہیں بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔''

(روحانی خزائن، جلد 19، کشتی نوح صفحہ 60)

میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے

خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں:

(۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔ (۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔''

(روحانی خزائن جلد 13، ضرورت الامام صفحہ 496)

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دینگے

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دینگے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا۔ اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مُشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔''

(روحانی خزائن، جلد 20، تجلیات الٰہیہ، صفحہ 409)

میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے

جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔ اب اِن لوگوں میں سے اس کی مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ (روحانی خزائن، جلد 17، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ 49)

خطبہ جمعہ

اس زمانے کے حَکَم اور عدل نے واضح فرمادیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نفی کرنے والے احکامات کے عموماً دُنیاوی احکامات میں ایک مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ سنہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنا لیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورتحال ہے اس میں بہت حد تک سکون آ سکتا ہے

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوا الامر یعنی اپنے سرداروں، حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو اس میں حکومتی نظام بھی آ جاتا ہے اور نظامِ جماعت بھی آ جاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے

مَیں نے کہا کہ خلافت کی اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے خلیفہ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے

ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریح ہے، تفسیریں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو معاملوں کو سلجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔ اسی طرح حکومت وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہوسکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہوسکتا ہے

حکومت وقت کی اطاعت سے امن اور سکون تو پیدا ہوگا لیکن روحانی روشنی اور لذّت روحانی نظام کی اطاعت میں ہی ہے بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گراوٹ اور تنزل ہی ہوگا

بیعت کے معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟

یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا ایسا نمونہ بنیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والا ہو اور یہی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05/ دسمبر 2014ء بمطابق 05 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حُکّام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوالامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

پس اس آیت میں ایک حقیقی مومن کے بارے میں ایک اصولی بات بیان فرمادی کہ اس نے اپنے اطاعت کے وصف کو نمایاں کرنا ہے، نکھار کر دکھانا ہے، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت ہو یا حکام کی اطاعت ہو۔ ہاں اگر حکومت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واضح حکم کے خلاف کوئی حکم دے تو پھر بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مقدّم ہے۔ لیکن اگر مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے تو پھر حُکّام چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کی اطاعت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن میں حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ مِنْکُمْ میں داخل نہیں۔ تو یہ

اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ مِنۡکُمۡ میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں داخل ہے۔"

فرمایا: "اشارۃ النص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔" یعنی صاف طور پر ظاہر ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم سے بڑا واضح ہے اشارہ ہے" کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔"

(رسالہ الانذار صفحہ 69 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 246)

پس اس زمانے کے حَکَم اور عدل نے واضح فرمادیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نفی کرنے والے احکامات کے عموماً دنیاوی احکامات میں ایک مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ سنہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنالیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورتحال ہے اس میں بہت حد تک سکون آسکتا ہے۔ بہرحال اس وقت میں اس بحث میں پڑے بغیر کہ حکمرانوں کا کتنا قصور ہے اور فساد پیدا کرنے والے گروہوں کا کتنا قصور ہے اور اس وجہ سے مُسلم اُمّہ کس حد تک متاثر ہو رہی ہے، مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کافی لمبا اقتباس ہے جو اطاعت کے معیار، اطاعت کی اہمیت، اطاعت نہ کرنے کے نقصانات اور اسلام کے پھیلنے میں اطاعت کے کردار وغیرہ پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں احمدی ہی اس بات کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں یا اطاعت کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے وقار کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال اپنے عملی نمونے پہلے ہیں۔ پہلے اپنے اطاعت کے معیاروں کو بلند کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرماں برداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔" (پھر زوال ہی زوال ہے۔ فرمایا) "مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرّک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنّیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو اُن کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔" فرماتے ہیں: "سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل"۔ یعنی وہ بات جو دل سے نکلتی ہے۔ نشیند لاجرم بر دل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔ جو بات دل سے نکلے وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔

فرماتے ہیں: "انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔ آپ (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل و صورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگ کو لئے ہوئے تھی، اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر اُن کی طرف چلا آتا تھا۔ (اس نمونے کی جو انہوں نے دکھایا اور پھر مستقل مزاجی سے دکھاتے چلے گئے اس کی ہی کرامت تھی کہ جس نے اس کو دیکھا وہ بے اختیار ان کی طرف کِھنچا چلا آیا) غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوّت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 فروری 1901ء صفحہ 1-2 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 246 تا 248)

اس ایک اقتباس میں آپ علیہ السلام نے بہت سی باتوں کی وضاحت فرمادی۔ پہلی بات تو یہ کہ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوا الامر یعنی اپنے سرداروں، حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آجاتا ہے اور نظامِ جماعت بھی آجاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے۔ اور یہ خلافت کی خوبصورتی ہے کہ بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو خلیفہ وقت اسے دُور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خلافت کی اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ خلیفۂ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پس حکومت کے دنیاوی نظام کے اندر ایک روحانی نظام بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری کرنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی حکومت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور تنازعہ کی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریح ہے، تفسیریں ہیں اور

بعض ایسی ہیں جو معاملوں کو سلجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔ اسی طرح حکومت وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہوسکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر یہ بھی فرمایا اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ اطاعت اگر سچے دل سے کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت و روشنی آتی ہے اور یقیناً اس سے مراد روحانی نظام کی اطاعت ہے اور ہر ایک کے لئے اپنی اطاعت کے ماپنے کا یہ معیار ہے کہ کیا دل میں نور پیدا ہو رہا ہے۔ اطاعت سے روح میں لذت روشنی آ رہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیار اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ کس قدر وہ رسول کی اطاعت کر رہا ہے۔ اور کس قدر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کردہ نظام خلافت کی اطاعت کر رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد کوئی نور حاصل نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حکومت وقت کی اطاعت سے امن اور سکون تو پیدا ہوگا لیکن روحانی روشنی اور لذّت روحانی نظام کی اطاعت میں ہی ہے۔

پھر اپنے روحانی معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک نکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ ''مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی اطاعت کی ہے''۔ انسان جتنے چاہے مجاہدات کرتا رہے لیکن اگر اطاعت نہیں تو نہ ہی انسان کو روحانی لذّت اور روشنی مل سکتی ہے، نہ زندگی کا سکون مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر بہت مان کر رہے ہوتے ہیں اور اطاعت سے باہر نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پھر اطاعت کا معیار حاصل کرنے کے لئے ایک اہم بات آپ نے بیان فرمائی کہ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبّر کو مارنا ہوگا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہو گی۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق کرنا ہوگا تب ہی اطاعت کا معیار حاصل ہوگا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے موحّدوں کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد بقول اُن کے ان کے دل میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ بیشک ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ ہو لیکن خود پسندی اور فخر کے بت دلوں میں بیٹھے ہوں گے جو ایک وقت میں پھر انسان کو ادنیٰ اطاعت سے بھی باہر نکال دیتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں تو ایک طرف رہیں۔

آپ نے واضح فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سچی اطاعت کے بعد ہی اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ ترین نتائج حاصل کئے جو ہمارے لئے آج نمونہ ہیں۔ اطاعت کس طرح ہونی چاہئے؟ ایک حدیث میں آتا ہے آپؐ نے یہ فرمایا کہ تمہارے اوپر اگر حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ منقّہ کے سر والا بھی اگر امیر مقرر کیا جائے یعنی اگر اس میں عقلی لحاظ سے کچھ کمیاں بھی ہوں تو اس کی بھی اطاعت کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ ...... حدیث نمبر 7142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قومی ترقی کو بھی اطاعت سے باندھ کر واضح فرمایا کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہیں کریں گے۔ پس اس اصول کو اپنانا ہی ترقی کا راز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ترقی جماعت کے ساتھ رہنے، امام وقت کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے۔ اس کے بغیر ترقی نہیں مل سکتی۔ آج اس اصل کو اگر مسلمان بھی سمجھ لیں تو ایک ایسی عظیم طاقت بن جائیں جس کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لیکن ہم جو احمدی کہلاتے ہیں ہمیں کامل فرمانبرداری کے معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اطاعت کو روحانی جماعتوں کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے انجام کے لحاظ سے بہترین کہا ہی ہوا ہے۔ اور یہ تو ہے ہی کہ جب اطاعت کریں گے تو انجام بہتر ہوگا جس سے انقلاب پیدا ہوگا۔ لیکن دنیاوی نظاموں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فرمانبرداری کی روح کیسے کیسے انوکھے کام دکھاتی ہے۔

نپولین کے بارے میں ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے فرانس کو ایسے وقت میں سنبھالا جب وہ اپنے عروج سے زوال کی طرف جا رہا تھا۔ نیچے نیچے گر رہا تھا۔ ملک کی حالت خراب سے خراب تر ہو رہی تھی۔ نپولین نے لوگوں سے کہا کہ جب تک تم میں تفرقہ اور پھاڑ ہے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو تو تم جیت جاؤ گے، ترقیاں حاصل کرو گے، اپنا مقام حاصل کر لو گے۔ چنانچہ ایسی روح اس نے پیدا کی کہ جو اس کے اردگرد تھے، ہر بات ماننے والے تھے، جو ملک کے خیر خواہ لوگ تھے انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے اردگرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی کو اپنا لیڈر بنا لیا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ دکھایا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ ایسا نمونہ دکھایا کہ اس نے نپولین کی اپنی زندگی کو بھی بدل دیا۔ باوجود اس کے کہ خود اس کو اطاعت کے لئے کہا جاتا تھا جب عملی طور پر اس کے سامنے اطاعت آئی تب اس نے اپنے آپ میں مزید انقلاب پیدا کیا۔

بہر حال ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایک بڑی جنگ کے بعد نپولین ہار گیا اور اٹلی کے ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ وہاں کچھ وقت کے بعد کچھ لوگوں کی مدد سے آزاد ہوا۔ دوبارہ فرانس کے ساحل پر آیا۔ اس وقت تک فرانس میں نئی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ نیا نظام تھا۔ بادشاہ نے پادریوں کو بلا کر ان کے ذریعہ جرنیلوں اور سپاہیوں سے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں لی تھیں۔ یہ عہد لیا تھا کہ وہ نئی حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔ بادشاہ نے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں اس لئے لی تھیں کہ اس کو پتا تھا کہ نپولین نے لوگوں میں اطاعت اور فرمانبرداری کی ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ اگر وہ واپس آ گیا تو لوگ پھر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ نپولین جب کسی طریقے سے قید سے رہا ہو گیا اور کچھ ساتھیوں نے اس کی مدد کی تو قید سے رہا ہو کر وہ واپس فرانس آیا۔ وہاں اس نے اپنے اردگرد ایسے لوگوں کو، زمینداروں کو، عام لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ عوام میں سے جو اس کے وفادار تھے ان کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ وہ تجربہ کار فوجی نہیں تھے۔ اسلحہ بھی ان کے پاس اتنا نہیں تھا۔ بہر حال جب بادشاہ کو پتا لگا تو اس نے ایک جنرل کو فوج دے کر بھیجا کہ اس کو ختم کریں۔ اتفاقاً ان کا آمنا سامنا ایک ایسی جگہ ہو گیا جہاں ایک تنگ درّہ تھا۔ جہاں سے صرف آدمی کندھا ملا کر گزر سکتے تھے۔ نپولین نے اپنے فوجیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ آگے بڑھے لیکن حکومتی فوجیوں نے انہیں گولیوں کی بارش کر کے ختم کر دیا۔ پھر اس نے اور آدمی بھیجے۔ وہ بھی مارے گئے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا۔ آخر سپاہیوں نے کہا کہ آگے بڑھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن سامنے ہے اور جگہ تنگ ہے۔ ادھر ادھر ہم ہو نہیں سکتے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں کہ حکومت کا ساتھ دینا ہے اور نپولین کے سپاہیوں کو ختم بھی کرنا ہے۔ بہر حال ہم حملہ پوری طرح کر نہیں سکتے۔ درّہ چھوٹا ہے اور مارے جاتے ہیں۔ کیونکہ نپولین نے خود ہی ان حکومتی سپاہیوں میں بھی تربیت کر کے اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے جو اَب اس کے ساتھ تھے کہا کہ ان سے جا کے درّہ میں کھڑے ہو کے کہو کہ نپولین کہتا ہے کہ راستہ چھوڑ دو۔ لیکن اس پر بھی حکومتی سپاہی گولیوں کی بوچھاڑ کرتے رہے کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں۔ اس لئے اب نپولین کا حکم نہیں مان سکتے۔ نپولین کو اس پر یقین نہ آیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ میری ایسی تربیت ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ میری بات نہ مانیں کیونکہ میں نے ہی ان میں فرمانبرداری کا مادہ پیدا کیا ہے، اطاعت کا مادہ پیدا کیا ہے۔ کس طرح ہوسکتا ہے کہ میرے سپاہیوں پر گولیاں چلائیں۔ پھر اس نے بھیجا اور مزید آدمی مارے گئے۔ یہی انجام ہوا۔ آخر نپولین خود گیا کہ مَیں دیکھوں گا وہ کس طرح میری بات نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے کہا مَیں نپولین ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ راستہ چھوڑ دو۔ حکومتی فوج کے افسر نے کہا کہ اب وہ دن گئے۔ ہم نے نئی حکومت سے وفاداری کی قسم کھائی ہے۔ مگر نپولین کو یہ یقین تھا کہ فرمانبرداری کا سبق تو اس نے لوگوں کو دیا ہے اور یہ سبق اتنی جلدی یہ لوگ بھول نہیں سکتے۔ نپولین نے انہی حکومتی فوجیوں کو کہا کہ میری فوجوں نے تو بہر حال آگے جانا ہے۔ اگر تم میرا سکھایا ہوا سبق بھول گئے ہو تو لو مَیں سامنے کھڑا ہوں جس سپاہی کا دل چاہتا ہے وہ اپنے بادشاہ کے سینے میں گولی مار دے۔ میں ہی اب تک تم پر حکومت کرتا رہا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بادشاہ کو مارنا ہے تو لو میں کھڑا ہوں تم میرے سینے میں گولی مارو۔ جب نپولین نے یہ کہا تو ان سپاہیوں کا جو پرانا وفاداری اور فرمانبرداری کا جذبہ تھا وہ واپس آ گیا۔ انہوں نے نپولین زندہ باد کا نعرہ لگایا اور دوڑ کر اس میں شامل ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ

ان میں سے بعض بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ جب یہ خبر جنرل کو ملی جو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ پیچھے تھا تو وہ آگے بڑھا کہ حملہ کرے۔ لیکن جب اس کے کان میں نپولین کی آواز پہنچی کہ تمہارا بادشاہ نپولین تمہیں بلاتا ہے تو وہ فوج اور جنرل بھی اپنا جو بعد کا اقرار تھا وہ بھول کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور فرمانبرداری کا جو پہلا اقرار تھا اس پر قائم ہو گئے۔ بہرحال یہ نپولین کی کوششیں تھیں کہ فرانس کے شدید تفرقے کو دور کر کے اس نے فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ یہ مثال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ نپولین یا اس جیسے دوسرے لیڈروں کے پاس تو خدا تعالیٰ کی وہ تائید نہیں تھی جو سچے مذہب کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے انقلاب پیدا کیا۔ لیکن بیعت کرنے والوں کی تو مختلف صورت ہوتی ہے۔ بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گُر اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ایسا ہے کہ جب تک کوئی قوم اس پر عمل نہیں کرتی خواہ وہ سچے مذہب کی پابند ہو یا اس سے ناواقف، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 509 تا 512)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گراوٹ اور تنزل ہی ہو گا۔ اس بارے میں قرآن کریم نے بھی ہمیں واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۔ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۔ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ۔ (آل عمران: 104) یعنی اللہ کی رسّی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ اس واضح ارشاد کے باوجود تفرقہ کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں اور اپنے اوپر جو انعامات ہوئے تھے ان کو بھلا بیٹھے ہیں اور ادبار اور تنزّل کی انتہاؤں کو اس وجہ سے چھو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا اور اب تو اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اس زمانے کی نسبت اب تو یہ انتہا کو پہنچی ہوئی ہے لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اختلاف رائے چھوڑ دو اور ایک کی اطاعت کرو یعنی زمانے کے امام کی اطاعت کیونکہ اس زمانے میں وہ ایک جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے طور پر بھیجا ہے وہ مسیح موعود ہی ہیں تو فرمایا کہ پھر دیکھو کہ کس طرح ہر کام میں برکت پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی ملتی ہے۔ اور جب تک یہ وحدت قائم نہیں ہو گی نہ خدا تعالیٰ ملے گا نہ دوسری کامیابیاں مل سکیں گی۔ خدا تعالیٰ بھی انہی کو ملتا ہے، توحید کا صحیح ادراک بھی انہیں ہی ہوتا ہے جن میں وحدت ہوتی ہے۔

پس ہمیں بھی صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے بیعت کر لی۔ بیعت کے معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہے جیسا کہ بیعت کے لفظ سے پتا لگتا ہے بک جانا۔ اور تبھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بھی ہم وارث بنیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دے کر اور دوسرے صحابہ کا عمومی ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ لوگ صائب الرائے اور دنیاوی اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور وقت آنے پر ان کی یہ خوبیاں ان پر ظاہر ہوئیں اور بڑے شاندار طریق پر انہوں نے حکومت چلائی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لگتا تھا کہ انہیں کچھ پتا نہیں۔ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری اور حکموں پر چلنا ان کا کام تھا۔ اپنی تمام راؤں اور دانشوں اور عقلمندیوں کو وہ لوگ انتہائی حقیر سمجھتے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک دن صحابہ نے کس طرح دنیا کی رہنمائی کی۔ یہی تربیت تھی جس نے خلافت راشدہ میں بھی اتحاد کے اعلیٰ ترین نمونے دکھائے۔

تاریخ میں جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کی دانشمندی، بے نفسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک جنگ کے دوران حضرت ابوعبیدہ کو حضرت عمر کا خط ملا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا ذکر تھا اور حضرت عمر نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب تک اہل دمشق کے ساتھ صلح نہیں ہو گئی۔ اور جو معاہدہ صلح تھا اس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید سے دستخط کروائے۔ حضرت خالد بن ولید کو بعد میں پتا چلا کہ مجھے تو معزول کر دیا گیا تھا اور ان کو سپہ سالار بنایا گیا تھا تو انہوں نے شکوہ کیا مگر آپ ٹال گئے اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کر دیا۔ اسلامی جرنیل حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر اطاعتِ خلافت کا انتہائی شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے کہا کہ لوگو! تم پر اس اُمّت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔ (حضرت ابوعبیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کے لقب کا خطاب دیا تھا۔) حضرت ابوعبیدہ نے جواب میں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔ (تاریخ الطبری جزء 4 صفحہ 82 ثم دخلت سنۃ ثلاث عشر......، صفحہ 242 ثم دخلت سنۃ سبع عشرۃ...... دار الفکر بیروت لبنان 2002ء) (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 751 مسند خالد بن ولید حدیث نمبر 16947، 16948 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ تھا خوشدلی سے خلیفہ وقت کے فیصلے کو ماننا۔ آج بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ عموماً تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟ اگر یہ نمونے اپنے سامنے رکھیں جو تاریخ ہمیں دکھاتی ہے تو کبھی اس قسم کے سوال نہ اٹھیں۔ بہرحال ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ یا آپس کا فتنہ وفساد ہے یا دنیا کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج جو یہ پھوٹ ہے اور شیعہ سنّی کے جھگڑے ہیں، (بلکہ اب تو اور بھی مزید تقسیمیں ہو گئی ہیں)، یہ اطاعت سے باہر نکلنے کی وجہ سے ہی ہیں۔ یہ زوال ہے اگر آج آپس میں ایک ہو جائیں تو یہ اعتراض بھی مخالفین کے ختم ہو جائیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ صحابہ کی یگانگت اور اطاعت ایسی تھی کہ اس نے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ پس اس اتحاد کی ضرورت ہے اور خاص طور پر مسیح موعود کی جماعت کو، آپ نے اپنی جماعت کو توجہ دلائی کہ تم صحابہ کا نمونہ پیدا کرو تا کہ تمہاری سچائی کی تلوار دشمنوں کو کاٹتی چلی جائے۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہم میں سے ہر ایک میں پیدا ہو گی۔ ہر ایک اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ہو گی تو اس نور سے بھی حصہ ملے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

پس یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ کا ایسا نمونہ بنیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والا ہو۔ اور یہی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کے فسادوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن کریم کی صورت میں موجود ہیں جو ہمارے لئے قابل اطاعت ہیں اور قابل عمل ہیں۔ ہمارے پاس اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جس کی اطاعت کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ ہمارے اندر اولی الامر کا روحانی نظام بھی موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے میں اور دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور جو توقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے رکھی ہیں ہم ہمیشہ ان کو پورا کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......☆......

نِکاتِ عشرہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ علم و معرفت کی دس باتیں

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر رحمانیت و رحیمیت

رحمانیت کا مظہر تام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ اور رحمان کے معنی ہیں بلا مزد و بن مانگے بلا تفریق مومن و کافر کو دینے والا اور یہ صاف بات ہے کہ جو بن مانگے دے گا اس کی تعریف ضرور کی جائے گی۔ پس محمدؐ میں رحمانیت کی تجلی تھی اور اسم احمدؐ میں رحیمیت کا ظہور تھا۔ کیونکہ رحیم کے معنے ہیں محنتوں اور کوششوں کو ضائع نہ کرنے والا اور احمدؐ کے معنے ہیں تعریف کرنے والا اور یہ بھی عام بات ہے کہ وہ شخص جو کسی کا عمدہ کام کرتا ہے، وہ اس سے خوش ہوجاتا ہے اور اس کی محنت پر ایک بدلہ دیتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ اس لحاظ سے احمدؐ میں رحیمیت کا ظہور ہے۔ پس اللہ محمد (رحمن) احمد (رحیم) ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ان دو عظیم الشان صفات رحمانیت و رحیمیت کے مظہر تھے۔

(۲) دنیا ایک ریل گاڑی

دُنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں کسی کا سٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے۔ یعنی وہ مرجاتا ہے۔ پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔

(۳) معراج کا سرّ

معراج انقطاع تام تھا اور سرّ اس میں یہ تھا کہ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقطۂ نفسی کو ظاہر کیا جاوے۔ آسمان پر ہر ایک روح کے لیے ایک نقطہ ہوتا ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نفسی عرش تھا اور رفیق اعلیٰ کے معنے بھی خدا ہی کے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی معزز و مکرم نہیں ہے۔

(۴) نماز تعویذ ہے

نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقعہ ملتا ہے۔ کوئی دُعا تو سنی جائے گی۔ اس لیے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہئے اور مجھے یہی بہت عزیز ہے۔

(۵) فاتحہ کی سات آیات کی حکمت

سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں اسی واسطے رکھی ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ پس ہر ایک آیت گویا ایک دروازہ سے بچاتی ہے۔

(۶) اصل جنت

اعلیٰ درجے کی خوشی خدا میں ملتی ہے جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں اور جنت کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے۔ جس کی طرف تردد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (التوبہ: ۷۲) ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردد میں ہوتا ہے، مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قرب الٰہی ہوگا، لازمی طور پر اُسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ لے گا اور رفع کے معنے اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

نجات کامل خدا ہی کی طرف مرفوع ہو کر ہوتی ہے اور جس کا رفع نہ ہو وہ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) ہو جاتا ہے۔ پس رفع مسیح سے مراد ان کے نجات یافتہ ہونے کی طرف ایما ہے اور یہ روحانی مراتب ہیں جن کو ہر ایک آنکھ دیکھ نہیں سکتی کہ کیونکر ایک انسان آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔''

(۷) نزول سے مُراد

نزول سے مراد عزت و جلال کا اظہار ہوتا ہے۔ پس ہمارا نزول بھی یہی شان رکھتا ہے۔ پھر نزول سے پہلے منارہ کا وجود تو خود ہی ہوجائے گا۔ نزول سے مراد محض بعثت نہیں ہوتی۔

(۸) سورۃ فاتحہ کی جامع تفسیر

الحمدللہ سے قرآن شریف اسی لیے شروع کیا گیا ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی طرف ایما ہو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے پایا جاتا ہے کہ جب انسانی کوششیں تھک کر رہ جاتی ہیں، تو آخر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

دُعا کامل تب ہوتی ہے کہ ہر قسم کی خیر کی جامع ہو اور ہر شر سے بچاوے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں سارے خیر جمع ہیں اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں سب شروں حتی کہ دجالی فتنہ سے بچنے کی دُعا ہے۔ مغضوب سے بالاتفاق یہودی اور اَلضَّآلِّیْنَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔ اب اگر اس میں کوئی رمز اور حقیقت نہ تھی، تو اس دُعا کی تعلیم سے کیا غرض تھی؟ اور پھر ایسی تاکید کہ اس دُعا کے بدوں نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اُس کا پڑھا جانا ضروری قرار دیا۔ بھید اس میں یہی تھا کہ یہ ہمارے زمانہ کی طرف ایماء ہے۔ اس وقت صراط مستقیم یہی ہے جو ہماری راہ ہے۔

(۹) مسیحؑ کی شبیہہ کا افسانہ

''کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی شبیہہ کو سولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں حصر عقلی یہی بتاتا ہے کہ وہ شخص جو مسیحؑ کی شبیہہ بنایا گیا، یا دشمن ہوگا یا دوست۔ اگر وہ دشمن تھا تو ضرور تھا کہ وہ شور مچاتا کہ میں مسیحؑ نہیں ہوں اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیحؑ کو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وہ شور مچا کر اپنی صفائی اور بریت کرتا۔ حالانکہ کسی تاریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا، اس نے شور مچا کر رہائی حاصل کر لی تھی۔

اور اگر وہ مسیحؑ کا دوست اور حواری ہی تھا۔ پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور وہ صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلا وجہ ملعون ہوا اور خدا نے اس کو ملعون بنایا۔ رہی یہ بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے، وہ اس کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سولی کو مجرموں کے ساتھ تعلق ہے جو گویا کاٹ دینے کے قابل ہوتے ہیں اور خدا کا تعلق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا۔ یہی لعنت ہے۔ اس وجہ سے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک مومن ناکردہ گناہ ملعون قرار دیا جاوے۔ پس یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کی کہ مسیحؑ کی حالت غشی وغیرہ سے ایسی ہوگئی جیسے مردہ ہوتے ہیں۔

(۱۰) انبیاء خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں

''انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مامور خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک ہو، جزام ہو یا اور کوئی ایسی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں کو ہوتی ہیں۔ الخبیثٰت للخبیثین (النور: ۲۷) اس میں عام لفظ رکھا ہے۔ اور نکات بھی عام ہیں۔ اس لئے ہر خبیث مرض سے اپنے ماموروں اور برگزیدوں کو بچالیتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مومن پر جھوٹا الزام لگایا جاوے اور وہ بری نہ کیا جاوے۔ خصوصاً مصلح اور مامور اور یہی وجہ ہے کہ مصلح یا مامور حسب نسب کے لحاظ سے بھی ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اگرچہ ہمارا مذہب یہی ہے اور یہی سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تکریم اور تعظیم کا معیار صرف تقویٰ ہی ہے اور ہم یہ مانتے ہیں کہ چوہڑا بھی مسلمان ہو کر اعلیٰ درجہ کا قرب اور درجہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل کرسکتا ہے۔ اور وہاں کسی خاص قوم یا ذات کے لئے فضل مخصوص نہیں ہے، مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ جس کو مامور یا مصلح مقرر فرماتا ہے، اس کو ایک اعلیٰ خاندان میں ہونے کا شرف دیتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ لوگوں پر اس کا اثر پڑے اور کوئی طعنہ نہ دے سکے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل صفحہ 395، ایڈیشن 2003 قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2015

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - عاشق قرآن کی حیثیت سے

(محمد انعام غوری، ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان)

هُوَالَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَالۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ○

(سورۃ جمعہ: 3 تا 5)

وہی اللہ ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔

سامعین کرام! ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ایک اُمّیین میں اور دوسری بعثت آخرین میں۔ دوسری بعثت جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ظاہر ہونے والے ایک اُمتی نبی کی صورت میں ہونی تھی اُسکے متعلق آیت نمبر 5 میں فرمایا یہ اعزاز ایک فضل ہے جسکو اللہ جسے چاہے عطا کردے گا۔ وہ بہت فضل اور احسان کرنے والا ہے۔

اس تشریح اور تفسیر کی تائید بخاری شریف کی اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسمیں یہ مضمون درج ہے کہ اس آیت کی تلاوت پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ مَنْ هُمْ یَا رَسُولَ اللّٰہ وہ آخرین کون ہونگے جن میں آپ کی دوبارہ بعثت ہوگی، اِس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اگر ایمان ثریّا ستارے پر بھی چلا جائے تو ان لوگوں میں سے ان ابنائے فارس میں سے ایک مرد یا بعض مرد ہونگے جو اِسے واپس ثریّا سے زمین پر لے آئیں گے۔

اِس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ آخرین میں مبعوث ہونے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ آپ ہی کا ایک روحانی فرزندِ جلیل جو فارسی النسل ہوگا، مبعوث ہوگا اور عرب اُمیّین میں نہیں بلکہ عجم آخرین میں مبعوث ہوگا۔

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ہی وہ رجُل فارس ہیں جو اِس زمانہ میں آخرین کے گروہ میں مبعوث ہوئے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10) کِس وقت کے لئے کیا گیا تھا؟ کیا ابھی کوئی اور مصیبت بھی رہ گئی تھی جو اسلام پر آنی باقی ہو؟ یادرکھو حفاظت سے اوراق کی حفاظت ہی مراد نہیں بلکہ اُسکی تشریح۔ ایک حدیث میں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ قرآن شریف دُنیا سے اُٹھ جاوے گا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ لوگ قرآن کو پڑھتے ہونگے تو اُٹھ کیسے جاوے گا؟ فرمایا کہ میں تو تمہیں عقلمند خیال کرتا تھا مگر تم بڑے بیوقوف ہو کیا عیسائی انجیل نہیں پڑھتے؟ اور کیا یہودی توریت نہیں پڑھتے؟ قرآن شریف کے اُٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ قرآن شریف کا عِلم اُٹھ جاوے گا اور ہدایت دُنیا سے نابود ہوجاوے گی۔ انوار اور اسرارِ قرآنیہ سے لوگ بے بہرہ ہوجاویں گے اور عمل کوئی نہ کرے گا...... جب یہ حال ہوگا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص آوے گا اور وہ دین کو ازسرنو واپس لائے گا اور دین کو اور قرآن کو ازسرنو تازہ کرے گا۔ قرآن کی کھوئی ہوئی عظمت اور بھولی ہوئی ہدایت اور ثریّا پر چڑھ گیا ہوا ایمان دوبارہ دنیا میں پھیلاوے گا۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 553,552)

سامعین کرام! کسی بھی چیز سے سچی محبت اور حقیقی عشق دو وجوہات کی بناء پر ہوسکتا ہے ایک تو اُس کے کرشمہ حسن سے متاثر ہو کر دوسرے اُس کے احسانات سے فیضیاب ہو کر اور جب کوئی شخص کسی کے حسن و احسانات کے سبب اُس کا گرویدہ ہو کر اُس کی محبت اور عشق میں سرشار ہو جائے تو پھر اُس کے اثرات بھی ظاہر ہونے چاہئیں۔ اُس محبوب اور معشوق کے حسن کے جلوے اور احسانات کے کرشمے دنیا کو دکھانے کے قابل بھی ہونا چاہئے ورنہ صرف زبانی دعویٰ جس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہو۔ نرا لاف وگزاف ہی ہوگا۔

آج کل کے دور میں قرآن کریم سے عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں جن کے نمونے ہمیں نظر آتے ہیں وہ تو یہی ہیں کہ قرآن کریم کے نسخے کو احترام کے ساتھ آنکھوں سے لگالیا، ہونٹوں سے چوم لیا اور خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر اونچے تاقچوں کی زینت بنالیا۔ اور نہایت خوبصورت رسم الخط میں لکھا اور نہایت اعلیٰ طباعت کے زیور سے آراستہ کروالیا۔ چنانچہ کوئی آبِ زر سے کتابت کروا رہا ہے اور نہایت چھوٹی سے چھوٹی جلد میں طبع کروا کر یا نہایت اعلیٰ کاغذ پر کئی کلو وزنی صحیفہ کی صورت میں طبع کروا کر نمائش کے لئے رکھا جارہا ہے یا بیٹیوں کی شادی پر جہیز میں بطور تحفہ دیدیا اور دلہن کو قرآن کریم کے زیر سایہ گزار دیا یا پھر میّتوں پر ختم قرآن کرنے کے لئے حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اور ایک ایک سپارہ پڑھ کر قرآن ختم کر کے بخش دیا۔ اسی طرح تجوید اور قرأت میں کمال حاصل کر کے محفل حسن قرأت میں داد حاصل کرلی....... وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب ظاہری اور رسمی محبت کے نمونے ہیں جو محض ایسے چھلکے کی حیثیت رکھتے ہیں جو مغز سے خالی ہو اور ایسے جسم کی طرح ہیں جو روح سے فارغ ہو چکا ہے۔

سو اِسی زمانہ کے متعلق سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں یہ فریاد کی تھی کہ

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا ○

(سورۃ الفرقان: 31)

یعنی ایک وقت آئے گا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے کہ اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اِس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

ایسے نازک دور میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت ہوتی ہے۔ اِس لحاظ سے جب ہم آپ کی سیرت طیبہ کا بحیثیت عاشق قرآن مطالعہ کرتے ہیں تو فی الحقیقت قرآن کے حُسن و احسان کی وادیوں میں داخل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن کریم سے عشق محض ایک فرضی داستان نہیں بلکہ ایک ایسی سچائی اور حقیقت ہے جو قرآنی حسن و احسانات کی خوبصورت وادیوں کی سیر کراتا ہے۔ تو آیئے پہلے ہم قرآنی حُسن کا تذکرہ اُس عاشق قرآن کی زبانی سنتے ہیں جو اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اپنی معرکتہ الآراء تصنیف براہین احمدیہ جو گویا قرآنی انوار کی جلوہ گاہ ہے۔ اُس کے ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرمادیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اُسکی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے۔ اور بلند آواز سے هَلْ مِنْ معارض کا نقّارہ بجارہا ہے اور دقائق حقائق اُس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اُسکے دقائق تو بحر زخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ، حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 663،662 حاشیہ 11)

اسی طرح قرآن کریم کے ظاہری حُسن کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے

ایک اور مقام پر قرآن کریم کے ظاہری حُسن وکمالات کی گلاب کے پھول کے ظاہری و باطنی حُسن اور اُس کی صفات اور اثرات سے مشابہت کا نہایت دلنشیں انداز میں تذکرہ کرتے ہوئے پہلے گلاب کی ظاہری لطافت و نزاکت اور خوشبو اور باطنی خوبیوں اور اثرات کا ذکر کرنے کے بعد قرآن کریم کی ظاہری و باطنی خوبیوں کے ضمن میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اب سمجھنا چاہیئے کہ یہی وجوہ بے نظیری کی سورۃ فاتحہ میں بلکہ قرآن شریف کے ہر ایک حصہ اقل قلیل میں کہ جو چار آیت سے بھی کم ہو، پائی جاتی ہیں۔ پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈال کر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور کلام میں کمال سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حسنِ کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہیں۔ ایسا جلوہ کہ جس پر زیادت متصور نہیں اور وحشت کلمات اور تعقید ترکیبات سے بکلّی سالم اور بری ہے۔ ہرا یک فقرہ اُس کا نہایت فصیح اور بلیغ ہے اور ہر ایک ترکیب اُس کی اپنے اپنے موقع پر واقعہ ہے اور ہر یک قسم کا التزام جس سے حُسن کلام بڑھتا ہے اور لطافتِ عبارت کُھلتی ہے، سب اُس میں پایا جاتا ہے اور جس قدر حُسن تقریر کے لئے بلاغت اور خوش بیانی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ذہن میں آسکتا ہے۔ وہ کامل طور پر اُس میں موجود اور مشہود ہے اور جس قدر مطلب کے دلنشین کرنے کے لئے حُسن بیان درکار ہے وہ سب اس میں مہیا اور موجود ہے اور باوجود اس بلاغتِ معانی اور التزام کمالیت حُسنِ بیان کے صدق اور راستی کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی مبالغہ ایسا نہیں جس میں جھوٹ کی ذرہ آمیزش ہو۔ کوئی رنگینی عبارت اس قسم کی نہیں جس میں شاعروں کی طرح جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی نجاست اور بدبو سے مدد لی گئی ہو۔ پس جیسے شاعروں کا کلام جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ کلام صداقت اور راستی کی لطیف خوشبو سے بھرا ہوا ہے۔ اور پھر اس خوشبو کے ساتھ خوش بیانی اور جودت الفاظ اور رنگینی اور صفائی عبارت کو ایسا جمع کیا گیا ہے کہ جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو کے ساتھ اس کی خوش رنگی اور صفائی بھی جمع ہوتی ہے۔ یہ خوبیاں تو باعتبار ظاہر کے ہیں اور باعتبار باطن کے اس میں یعنے سورۃ فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراضِ روحانی کے علاج پر مشتمل ہے اور تکمیلِ قوتِ علمی اور عملی کے لئے بہت سا سامان اُس میں موجود ہے اور بڑے بڑے بگاڑوں کی اصلاح کرتی ہے۔ اور بڑے بڑے معارف اور دقائق اور لطائف کہ جو حکیموں اور فلسفیوں کی نظر سے چھپے رہے اس میں مذکور ہیں۔ سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک و شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی صداقتیں اور نہایت باریک حقیقتیں کہ جو تکمیل نفس ناطقہ کے لئے ضروری ہیں اُس کے مبارک مضمون میں بھری ہوئی ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 397 تا 399 حاشیہ 11)

یوں تو آنحضرت ﷺ کے بعد سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تک بے شمار قرآن کریم سے محبت کرنے والے اور قرآن کریم کی تفاسیر لکھنے والے پیدا ہوتے رہے۔ لیکن ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جیسا عاشق قرآن اور کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن کریم کے حسن واحسان کے جلوے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی رحمانیت کے تابع آپ پر ظاہر فرمائے۔ اور پوشیدہ حقائق و معارف پر اطلاع بخشی چنانچہ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ چار نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

(۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کرسکے۔ (۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کرسکے۔

(ضرورت الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 496، 497)

چنانچہ سورۃ فاتحہ کی جو تفسیر آپ نے فرمائی اور اُس کے اچھوتے حقائق اور معارف آپ نے ظاہر فرمائے 14 سو سال میں اُس کی کہیں نظیر نہیں مل سکتی۔ اس بارہ میں اس چیلنج کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حضور علیہ السلام نے جولائی 1900ء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو دیا تھا کہ لاہور میں ایک جلسہ کرکے اور قرعہ اندازی کے ذریعہ قرآن کریم کی چالیس آیات لے کر اُس کے حقائق و معارف، فصیح و بلیغ عربی میں سات گھنٹے کے اندر لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ موصوف نے اس دعوتِ مقابلہ کو تو قبول نہیں کیا البتہ بغیر اطلاع لاہور پہنچ کر مباحثہ کی شرط رکھ دی اور واپس جاکر شور مچا دیا کہ خود دعوت دینے والے لاہور نہیں پہنچے اور بھاگ گئے وغیرہ۔

حضور علیہ السلام نے ان کے دھوکہ اور میدانِ مقابلہ سے فرار کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ گھر بیٹھے تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کی دعوت دی کہ 15؍دسمبر 1900ء سے لیکر ستّر (70) دن تک فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں، بے شک عرب اور عجم کے علماء کی مدد حاصل کر لیں۔

اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب اُن کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانچ سو روپیہ نقد اُن کو انعام دونگا اور تمام اپنی کتب جلا دوں گا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی 70 روز تک وہ کچھ بھی نہ لکھ سکے تو مجھے ایسے لوگوں کی بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤں گا کہ انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا۔

پھر اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص تائید سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدت معینہ کے اندر 23؍فروری 1901ء کو اعجاز المسیح کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع فرمادی جبکہ پیر مہر علی شاہ کو گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی توفیق نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے شکست کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی جہالت اور کذب پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

حضور علیہ السلام اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دُعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
دیکھو خُدا نے تم کو بتائی دُعا یہی
اُس کے حبیبؐ نے بھی پڑھائی دُعا یہی
اُسکی قسم کہ جس نے یہ سورۃ اُتاری ہے
اس پاک دِل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
یہ میرے ربّ سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے

بے شک تم پہلے بھی اس سورۃ فاتحہ کو پڑھتے رہے ہو اور مفسرین کی تفاسیر بھی دیکھتے رہے ہو لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں نے جو اس آفتاب کے حسن سے پردہ اٹھایا ہے اور آپؑ کے فہم وادراک نے جو اُس کے حقائق و معارف کھولے ہیں اُس کی روشنی میں اب اس سورۃ کے محاسن کو دیکھو اور سمجھنے کی کوشش کرو تو تمہیں پتہ لگے کہ یہ کیسا اعلیٰ درجہ کا بے نظیر پاک کلام ہے۔

پھر جہاں تک قرآن کریم کے احسانات کا تعلق ہے جن کے فیضان سے ایک انسان قرآن کریم کا عاشق بن جاتا ہے اُس کی بھی چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھلائی ہیں۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

قرآن کریم کا سب سے عظیم احسان یہ ہے کہ وہ خدا کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور خدا کی ذات وصفات سے اس طرح پردہ اٹھا دیتا ہے کہ انسان خدا کی ہستی پر مرمٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں سامعین کو یقین دِلاتا ہوں کہ وہ خدا، جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا، کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے، وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اُس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں ......اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اُس پیارے محبوب

کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442،443)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلی آتی ہیں۔ یعنی یہ کہ اُس کی پیروی کرنے والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں۔ اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن کی دعاؤں کو سنتا اور اُنہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح اُن کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اُنہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ بھی ایسا نشان ہے کہ جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہے گا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے۔..... اب اے حق کے طالبو! اور سچے نشانوں کے بھوکو اور پیاسو! انصاف سے دیکھو اور ذرا پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں۔ اور کیسے ہر زمانے کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں۔"

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 449،450)

اِسی طرح قرآن کریم کے فضائل میں سے ایک یہ بھی عظیم فضیلت ہے کہ قرآن کریم میں دیگر مذہبی کتب کے تمام کمالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ عاشق قرآن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء میں تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے وجود میں جمع کر دیئے۔ اِسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے...... ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتم المؤمنین، خاتم العارفین، اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے...... اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے اور قرآن شریف، خاتم الکتب ٹھہرا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 340 تا 342)

اب میں آخر پر اس امر پر بھی کچھ عرض کرونگا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دل میں قرآن کریم کی محبت کا بیج ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ نے رکھ دیا تھا جو وقت کے ساتھ بڑھتا رہا اور بالآخر ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ آپ کے پڑ دادا مرزا گُل محمد صاحب صاحبِ کرامات و خوارق بزرگ تھے۔ قادیان کی خودمختار ریاست قریباً پونے دوسو سال تک قائم رہی اور اس میں قرآن مجید کا غیر معمولی چرچا رہا۔ جہاں کسی زمانے میں سو سو حفاظ قرآن اور علماء وصلحاء موجود رہتے تھے اور قادیان کے مرکزی اسلامی کتب خانہ میں قرآن شریف کے 500 قلمی نسخے موجود تھے۔ حضور علیہ السلام اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اور قرآن کریم کی محبت آپ نے وِرثہ میں ہی پائی تھی جو آپ کے رگ و ریشہ میں رچ بس گئی تھی۔

آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو یہی فکر دامنگیر رہتی تھی کہ آپ کا یہ بیٹا بھی دُنیاوی اُمور میں دلچسپی لے اور دوسرے بھائی کی طرح دنیاداری کے کاموں میں مشغول ہوجائے۔ اس کے لئے آپ بار بار آمادہ کرنے کی کوشش میں لگے رہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا شغل یہی رہا کہ دن رات دینی کتب کے مطالعہ میں مصروف رہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ قرآن کریم کے مطالعہ اور اس پر غور وفکر کرنے میں مستغرق رہتے۔

حضور علیہ السلام کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ

"کبھی حضور علیہ السلام کے والد صاحب مجھے بُلاتے اور دریافت کرتے کہ سُنا! تیرا مرزا کیا کرتا ہے؟ میں کہتا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اِس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں اور اُٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اِس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 65)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ کی روایت ہے کہ

"ایک مرتبہ میں قادیان میں آیا۔ حضور جس کمرے میں تشریف رکھتے تھے، خاکسار اِس کمرے کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سُنتا ہوں کہ حضور چلّا چلّا کر قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔"

(الحکم 21 جولائی 1934 صفحہ 4)

حضور علیہ السلام کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ

"آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو"

(حیات طیبہ صفحہ 13)

بعض لوگ اس روایت کو ایسا مبالغہ خیال کرتے ہیں جو ممکن نہیں ہوسکتا کہ دس ہزار مرتبہ قرآن کریم کا دور آپ نے کیا ہو۔ تو اسکے متعلق یاد رکھنا چاہئیے کہ حضور علیہ السلام کی مصروفیات ہی قرآن کریم پر غور وفکر اور تدبر کرتے رہنا تھی۔ جب کوئی مضمون لکھنا ہوتو پورے قرآن کریم کا اس مضمون کے لحاظ سے مطالعہ فرماتے اور متعلقہ آیات نوٹ کرتے جاتے۔ اس طرح بعض دفعہ چند دنوں میں کئی مرتبہ پورے قرآن مجید کا مطالعہ فرما لیتے تھے۔ پھر عشق و محبت کی یہ کیفیت کوئی وقتی کیفیت نہیں تھی بلکہ آپ ہمہ وقت قرآن مجید کے عشق میں مخمور رہتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک شعر میں اس کیفیت کو بیان فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پھر جب اپنے والد ماجد کی منشاء کے مطابق سیالکوٹ جاکر ملازمت اختیار کرلی تو وہاں آپ کی مصروفیات کا کیا عالم ہوا کرتا تھا۔ علامہ اقبال کے اُستاد مولانا سید میر حسن صاحب جو حضور علیہ السلام کی مصروفیات کے چشم دید گواہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو کہ اِس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہوکر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اُسکی نظیر نہیں ملتی" (حیات طیبہ صفحہ 25)

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 270)

اُسی دور کا یہ واقعہ بھی ہے کہ حضور سیالکوٹ میں جب کچہری سے فارغ ہوکر آتے تو دروازہ بند کر لیتے۔ بعض متجسس احباب اس ٹوہ میں رہتے کہ مرزا صاحب آخر کیا کرتے ہیں۔ آخر اِس مخفی کاروائی کا سراغ مِل گیا۔ اور وہ یہ تھا کہ حضور ایک مصلّے پر بیٹھے قرآن مجید ہاتھ میں لئے دعا کر رہے تھے کہ

'یااللہ! یہ تیرا کلام ہے
مجھے تُو ہی سمجھائے گا تو سمجھ سکتا ہوں'

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بعض آیات لکھکر دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر اُن پر غور کرتے رہتے تھے اور گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے آپ کا اور کوئی کام نہ تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھولی اور سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جسکی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت اور رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔"

(سیرت طیبہ، صفحہ 6)

بہر حال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جواں عمری کے پچیس تیس سال قرآن کریم پر غور وفکر اور تدبّر اور اس کے حقائق و معارف تلاش کرنے میں حد درجہ محنت میں گذارے اور اس کے ساتھ ساتھ مقابلۃً دیگر مذاہب کی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے رہے۔

پھر وہ دور آیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو 'علم لدنّی' سے نوازا اور اپنی جناب سے قرآن کریم کے پوشیدہ اور اچھوتے معارف عطا فرمائے۔ تب آپ نے براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآراء کتاب دس ہزار روپے کے گرانقدر انعامی چیلنج کے ساتھ شائع کی جو قرآن مجید کی صداقت اور حقّانیت پر ایک لاجواب کتاب ثابت ہوئی جس کا اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی برملا اعتراف کیا۔ نیز لیکچر 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں بھی قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں پانچ اہم سوالوں کے جواب رقم فرمائے اور جلسہ مذاہب عالم میں اِس مضمون کا ایسا چرچا اور شہرت ہوئی کہ ہر خاص وعام کی زبان پر الہام الٰہی کے یہی الفاظ تھے کہ

''مضمون بالا رہا۔ بالا رہا''

اخبار ''چودھویں صدی'' (راولپنڈی) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اِس لیکچر پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا تھا کہ

''ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کُل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلہ کو ثابت کرنا اور اسکے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا''

(اخبار چودھویں صدی راولپنڈی بمطابق یکم فروری 1897)

اس کے علاوہ 80 کے قریب حضور علیہ السلام نے جو کتب لکھیں اور شائع کیں یہ سب کی سب قرآن مجید سے عشق ومحبت کے عطر کی خوشبو سے بھری ہوئی ہیں اور اپنی زندگی کے آخری دنوں میں جو آخری رسالہ رقم فرمایا جو آپ کے وصال کے بعد 'پیغام صلح' کے نام سے شائع ہوا اس میں آپ فرماتے ہیں کہ

'' میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصّہ اور خواہ اخلاقی حصّہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصّہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصّہ ہو، قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔''

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485)

حضور علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

''حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اِس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اِس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

اسی طرح آپ اپنے اشعار میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

سوائے جماعت احمدیہ کے خوش نصیب افراد جو اِس عاشق قرآن کی جماعت میں شمار ہوتے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے اِس درخشاں پہلو کے لحاظ سے ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ ہم کس حد تک قرآن کریم کے نور سے اپنے سینوں کو منور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قرآن کریم سے دلی محبت اور اُس کے معانی ومطالب کے حصول کی تڑپ اور اُسکے احکامات پر عمل کرنے کا جذبہ کس حد تک ہم میں کارفرما ہو چکا ہے۔ کیونکہ اِسی امر کی طرف ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اُس بہار حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقان زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گُل وگلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

★★★ ★★★

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ستمبر 2009 میں فرماتے ہیں کہ

''یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس مسیح محمدیؐ کی جماعت میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی کامل شریعت جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، اُسکے مقام کو سمجھنے کا عہد کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام خاتمیت نبوت کا اِدراک حاصل کیا ہے جبکہ دوسرے مسلمان اِس سے محروم ہیں۔ پس یہ اعزاز ہمیں دوسروں سے منفرد کرتا ہے اور اِس بات کی طرف توجہ دِلاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھیں اور اس کی حقیقت کو جانیں اور اس کی حقیقی عزت اپنے دِلوں میں قائم کریں۔ بلکہ اس کا اظہار ہمارے ہر قول وفعل سے ہو۔ اگر اس کا اظہار ہمارے ہر قول وفعل سے نہیں تو پھر یہ مہجور کی طرح چھوڑ دینے والی بات ہے...... پس بڑے ہی خوف کا مقام ہے، ہر احمدی کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم زمانہ کے امام کو اس لئے مانیں کہ ہم نے قرآن کریم کی حکومت اپنے اوپر لاگو کرنی ہے۔ ہم نے اِس خوبصورت تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اس کی اِس تعلیم پر عمل ہی ہے جو ہمیں اس عظیم اور لاثانی کتاب کو مہجور کی طرح چھوڑنے سے بچائے گا۔''

(خطبات مسرور جلد ہفتم۔ صفحہ 415،416)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم خود بھی اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کو بھی قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کی طرف توجہ دلانے اور اُن کے دِلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا کرنے والے ہوں۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2015

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں امام مہدی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ الصّف:7)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

مخبر صادق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دی تھی کہ:

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنكُم اَن يَّلْقٰى عِيسَى ابنَ مَريَمَ اِمَامًا مَهدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا فَيَكسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقتُلُ الْخِنزِيرَ (مسند احمد بن حنبل ج 6 ص 156 بروایت حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

یعنی (اے مسلمانو) تم میں سے جو زندہ ہوگا وہ عیسیٰ بن مریم سے اس حال میں ملے گا کہ وہ امام مہدی ہوں گے۔ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن)

یعنی بجز عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں ہے۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ہوگا۔احادیث کی معتبر کتاب صحیح مسلم میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مذکور ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں آنے والے مسیح ومہدی کا مقام و مرتبہ واضح کرتے ہوئے اُسے چار بار نبی اللہ فرمایا اُس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اے مسلمانو یادرکھو امت محمدیہ میں آنے والا مسیح ومہدی اللہ کا نبی ہوگا۔

يُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ اَصْحَابُهٗ ۔۔۔۔فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ اَصْحَابُهٗ
يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ اَصْحَابُهٗ
۔۔۔۔فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ اَصْحَابُهٗ

(صحیح مسلم۔کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مسیح ومہدی، یاجوج ماجوج کے زور کے زمانے میں آئے گا تو "مسیح"۔"نبی اللہ" اور اُس کے اصحاب، دشمن کے گھیرے میں محصور ہو جائیں گے۔پھر مسیح۔نبیُ اللہ اور اُس کے اصحاب خدا کے حضور دعا اور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے اس دعا کے نتیجہ میں مسیح۔نبی اللہ اور اس کے اصحاب مشکلات کے گھیرے سے نجات پا کر دشمن کے کیمپ میں گھس جائیں گے۔لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی۔اور پھر مسیح، نبیُ اللہ اور اُس کے اصحاب دوبارہ خدا کے حضور دعا کرتے ہوئے جھکیں گے اور اللہ ان کی مشکلات کو دور فرمادے گا۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو آگاہ اور متنبہ فرمایا کہ جب مسیح ومہدی موعود، دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنوں کا سامنا کر رہے ہوں گے اور دین مصطفےٰ کا دفاع کر رہے ہوں گے تو تم اُن کے معین و مددگار بننا۔وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ اللہ کے نبی ہوں گے۔اللہ کے نبی کا انکار اُس کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امام مہدی و مسیح موعود کی بعثت کی بشارت دی تھی، جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔جن کی پیدائش تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں مورخہ 14 شوال 1250 ہجری بمطابق 13 فروری 1835 کو بمقام قادیان پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔بچپن اور جوانی کا زمانہ گزرنے کے بعد جب اُن کی عمر تقریباً 47 سال کی ہوئی تو مارچ 1882 یعنی تیرھویں صدی ہجری کے آخر (1299ھ) میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:

"يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔۔۔۔كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ"

(براہین احمدیہ حصہ سوم مطبوعہ 1882 روحانی خزائن جلد اول صفحہ 265)

یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ہر ایک برکت محمدؐ کی طرف سے ہے۔پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔کہہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔

(تذکرہ صفحہ 35)

سورۃ الصّف میں مذکور "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ" (الصّف:10) کے پہلے مصداق سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اِس الہام میں آپؐ کی متابعت وغلامی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُمّتی رسول بنایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں اس اعلان کو بار بار دہرایا۔آپ فرماتے ہیں کہ:

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اُسی نے مجھے بھیجا ہے۔اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

اِس مضمون کو مزید بیان کرنے سے قبل دو امور کی وضاحت ضروری ہے۔اُن میں سے پہلی تو یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں دو "مسیحوں" کا ذکر ہے۔پہلا مسیح (علیہ السلام) جن کا نام انجیل میں یسوع بیان ہوا ہے وہ آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل فلسطین کے شہر بیت لحم میں پیدا ہوئے۔اُن کے دشمنوں نے اُنہیں صلیب دے کر مارنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں صلیب سے زندہ اتارنے کے انتظام و اسباب فرمائے۔صلیبی واقعہ کے بعد اُنہوں نے ہجرت کی اور آخری عمر میں سری نگر کشمیر پہنچ گئے۔وہاں اُنکی وفات ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوگئی اور سری نگر میں ہی اُن کی قبر ہے۔اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل" (آل عمران سورۃ نمبر 3 آیت 144) کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں اور اُن میں سے اب کوئی اِس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔پہلے والے 'مسیح ابن مریم' کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر فرما دیا "وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ" (سورۃ آل عمران:50) وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔"وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ" (الحدید:28) ہم نے اُسے انجیل دی۔جس عیسیٰ ابن مریم کو قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا رسول اور صاحب انجیل لکھ دیا گیا ہے وہ امت محمدیہ کی طرف نہ رسول بن کر اور نہ اُمتی بن کر آسکتا ہے۔کیونکہ ہر حقیقی مسلمان کا ایمان ہے کہ جو قرآن مجید میں لکھ دیا گیا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔وہ قرآنی الفاظ کے مطابق امت محمدیہ کی طرف رسول بن کر ہرگز نہیں آسکتے۔پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں جس عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ دوسرے عیسیٰ ابن مریم ہیں جو پہلے عیسیٰ ابن مریم کے مثیل ہوں گے۔اور صاحب قرآن ہوں گے۔وہی امام مہدی ہوں گے۔اور نسلی اعتبار سے ابناء فارس میں سے ہوں گے۔اور اسی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے امت محمدیہ وہ دوسرا مسیح ومہدی "فیکم" اور "منکم" تم میں سے ہوگا۔لہٰذا احادیث میں جہاں کہیں عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے یا ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے اُس سے مراد مثیل عیسیٰ ابن مریم حضرت مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی علیہ السلام ہیں۔

دوسری وضاحت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری تشریعی نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک اب کوئی تشریعی نبی و رسول اِس روئے زمین پر نہیں آسکتا۔ لا نبی بعدی کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ اس لحاظ سے آپ آخری شریعت والے نبی ہیں۔ البتہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

(النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 70)

اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر انعام کیا گیا یعنی انبیاء، شہداء، صدیق اور صالحین۔ اس آیت سے واضح ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اور اُسکی اطاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوگی تو اُسے ظلی طور پر مقام نبوت بھی انعام کے طور پر عطا ہوگا۔ اِسی لئے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ:

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (در منثور: جلد 5) یعنی اے لوگو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ تو کہا کرو آپؐ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

خاتم الانبیاء کی تو بہت سی تفسیریں ہیں اُن سب کا ذکر تو اس محدود وقت میں نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر یہی مطلب لے لیا جائے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے تو مراد یہ ہوگی کہ شریعت والی نبوت و رسالت کا سلسلہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ البتہ امت محمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا نبی، صدیق، شہید، اور صالح بنادے گا۔ اور یہی مفہوم حضرت عائشہؓ نے سمجھا یا ہے کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے صدقے اُمتی نبی و رسول کا مرتبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411)

امام مہدی کا یہی مقام و مرتبہ ہے جو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

تقریر کے شروع میں آپ نے قرآن مجید کی جو آیت سماعت کی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو اُنہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔''

اس آیت کے پہلے مصداق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور آپ کے ظل کے طور پر دوسرے مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصّف: 7) سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ دوم آیت اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلٰت: 12) سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ کیونکہ اس آیت میں مسیح موعود کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اُس کے زمانہ کی نسبت اِن الفاظ میں خبر دی گئی ہے کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے۔ یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہونگے۔ اِس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے۔ اُس کے نبی اور رسول ہونے میں کیا شک کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہم پہلے سب نبیوں کو اِس بنا پر نبی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام نبی رکھا ہے۔ تو مسیح موعود کے رسول نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے وہی حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے۔'' (حقیقۃ النبوۃ، صفحہ 184)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورة الصّف: 10)

یعنی وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اُس کو تمام دنیا پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔ اِس آیت کے پہلے مصداق سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ظلّی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اس آیت کے متعلق تفسیر ابن جریر میں زیر آیت لکھا ہے کہ هٰذا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِي کہ اسلام کا یہ غلبہ تمام ادیان پر امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

شیعوں کی مشہور کتاب ''بحار الانوار'' میں اس آیت کے بارے میں لکھا ہے کہ نَزَلَتْ فِي الْقَآئِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ کہ یہ آیت آل محمد کے القائم یعنی امام مھدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر شیعوں کی ایک اور معتبر کتاب ''غَایَۃُ المقصود'' جلد 2 صفحہ 123 میں لکھا ہے کہ ''مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است'' اِس آیت میں جو رسول موعود ہے اِس سے مراد امام مہدی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ شیعہ صاحبان کی معتبر کتب کے مطابق بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اُمّتی نبی و رسول ہونا حتمی اور یقینی امر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (سورة آل عمران: 82)

اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا (یعنی عہد لیا) کہ جب کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں۔ پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اُس پر ایمان لے آؤ گے۔ اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

یہی عہد (میثاق) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا کہ:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (سورة الاحزاب: 8)

اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابراھیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ذریعہ اُس کی امت سے یہ عہد لیا تھا کہ آئندہ کبھی ایسا رسول آئے اور وہ وہی باتیں کہے جو میں کہتا ہوں تو ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

یہ عہد اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں سے بھی لیا کہ اے مسلمانو جب تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو میرا مُصَدِّق ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا بلکہ ضرور اُس کی مدد کرنا۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام مہدی کے بارہ میں مسلمانوں کو حکم دیا:

فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن) یعنی جب تم مہدی کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر بھی چلنا پڑے اسلئے کہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ مہدی کو خلیفۃ اللہ کہنا اُس کے اُمتی نبی اور رسول ہونے پر دلیل ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ دو آیات اور حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اُمتی نبی و رسول کا ہے۔ اور اِسی بنا پر آپ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ اُس پر ایمان لانا اور اس کی بیعت کرنا۔ نیز یہ بھی فرمایا مَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ (در منثور جلد 6 صفحہ 743 راوی حضرت انسؓ) یعنی جو تم میں سے مسیح و مھدی موعود کو پائے اُسے میرا اسلام پہنچائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں مسلمانوں پر جو دوار اور زمانے آنے والے تھے اُس سے آگاہ کرتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی:

’’اے مسلمانو!! تم میں یہ نبوت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ اُس کے بعد خلافت راشدہ کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اور پھر یہ دور بھی ختم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد مُلْكًا جَبْرِيَّةً (جبری حکومت کا) دور آئے گا وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد پھر ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ نبوت کے طریق پر خلافت راشدہ کا قیام ہوگا۔‘‘ (مسند احمد جلد 4 صفحہ 273)

دہلی سے نور محمد صاحب مالک اصح المطابع نے جو مشکوٰۃ المصابیح شائع کی تھی اُس میں اس حدیث کے نیچے بین السطور لکھا ہوا تھا الظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ لَهٗ زَمَنَ عِيْسٰى وَ الْمَهْدِيِّ کہ ظاہر ہے اس سے عیسیٰ ومھدی علیہ السلام کا زمانہ مراد ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کے طریق پر خلافت جاری ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی تو آپ کی مراد یہ تھی کہ مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 109)

یعنی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام اُمتی نبی و رسول ہوں گے۔ اور اُنکے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت راشدہ کا از سر نو قیام ہوگا۔ الحمد للہ وہ نظام 27 / مئی 1908 کو جاری ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو (فَسَجَدُوْٓا) تو فرشتوں نے فرمانبرداری کی مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ خلافت کے وقت فرشتہ صفت انسان اُس کی دل و جان سے اطاعت کرتے ہیں۔ مگر ابلیسی صفت انسان انکار و تکبر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ بعض افراد جماعت 14 مارچ 1914 تک سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو اُمتی نبی تسلیم کرتے رہے۔ اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی خلافت کو بھی تقریباً چھ سال تک تسلیم کیا۔ اور پھر دوسری خلافت کے قیام کے وقت اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ کا طریق اختیار کیا۔ اور خلافت سے انکار کر دیا۔ اصل میں انہوں نے نہ صرف نبوت اور خلافت کا انکار کیا بلکہ قرآن مجید اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا انکار کر دیا۔ اور اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ والے گروہ میں شامل ہو گئے۔

ابتداء اسلام اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے جس کسی نے سیدنا حضرت محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور خلافت کا انکار کیا اُس کے حصہ میں سوائے ذلّت اور ناکامی کے کچھ نہ آیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى

(سورۃ النّٰزعٰت 79/27)

یقیناً اس میں اُس کیلئے ضرور ایک بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ يَعْنِيْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ وَ اِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے جب تم ان کو دیکھو تو ان کو (ان کی نشانیوں سے) پہچان لو۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حد بندی فرما دی کہ جس طرح میں اللہ کا نبی ہوں اسی طرح آنے والا مسیح و مہدی بھی اللہ کا نبی ہوگا۔ اور گو وہ میرا خادم اور شاگرد اور ظل ہوگا۔ مگر بہر حال اُسکے نبی ہونے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ نیز یہ کہ امت محمدیہ کے ایک کنارے پر میں کھڑا ہوں اور دوسرے کنارے پر آنے والا مسیح موعود و مہدی موعود ہے اور دونوں کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی راہنمائی فرماتے ہوئے حکم دیا اگر حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے میری امت میں کوئی شخص نبی ہونے کا اعلان کرے تو اُسے ہرگز نہ ماننا کیونکہ وہ تیس دجالوں میں سے کوئی ایک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ: ’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اِس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ 406)

قرآن مجید میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام و مرتبہ ’’شاھد‘‘ یعنی گواہ بیان ہوا ہے۔ آپؐ کی اطاعت و متابعت میں یہی مقام و مرتبہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی عطا ہوا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ انجیل مقدس کے نئے عہد نامہ یوحنا عارف کے مکاشفہ میں لکھا ہے کہ:

’’میں اپنے دو گواہوں کو اختیار دونگا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوت کریں گے۔‘‘ (مکاشفہ باب 11-3)

قرآن مجید نے اس پیشگوئی کی تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کا پہلا حصہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے ذریعہ پورا ہوا ہے۔ آپ ’’شاھد رسول‘‘ ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

(سورۃ المزمل: 16)

اے لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر ’’شاھد‘‘ (نگران) ہے اُسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً (سورۃ ھود: 17)

پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہے اور جس کے پیچھے بھی اُس کی طرف سے ایک گواہ آئے گا (جو اس کا فرمانبردار ہوگا) اور اس سے پہلے بھی موسیٰ کی کتاب آچکی ہے۔

جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق دوسرے ’’شاھد نبی‘‘ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔ اور ان کی بعثت کے ذریعہ ’’وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ‘‘ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہاں ’’مِنْهُ‘‘ کا لفظ اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ دوسرے شاھد کا امت محمدیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

’’اس جگہ خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر ہے۔ جن کا نزول خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی رنگ میں ہونا تھا کہ جیسے کہ پہلے بَیِّنَہ کا نزول ہوا۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ ھود جلد 3 صفحہ 167)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ البروج میں حضرت مسیح موعودؑ کے شاھد نبی و رسول ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ (قسم ہے) ایک گواہی دینے والے کی، اور اُس کی جس کی گواہی دی جائے گی۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

’’شاہد مسیح موعود ہیں اور مشہود رسول کریم ﷺ ہیں۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بیان فرمائی ہے کہ ہم شہادت کے طور پر اُس شاھد کو پیش کرتے ہیں جس کا دوسری جگہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کو پیش کرتے ہیں۔ پس شاھد سے مراد یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جب رسول کریم ﷺ کی صداقت لوگوں کے قلوب سے مٹ چکی ہوگی وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ آپؐ سچے ہیں اور قرآن کریم کی صداقت لوگوں پر واضح کرے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 8 صفحہ 359)

کہتے ہیں قدیم زمانے میں کسی بادشاہ کو اپنا ایک گھوڑا بڑا محبوب و پیارا تھا۔ ایک دن وہ گھوڑا بیمار ہو گیا۔ بادشاہ نے حیوانات کے طبیبوں سے اُس کے علاج کیلئے کہا۔ اور تاکید کی کہ دن میں دو تین بار مجھے محل میں آکر گھوڑے کی حالت کی اطلاع دیتے رہنا اور یاد رکھنا اگر کسی نے مجھے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا مر گیا

ہے تو میں اُس کی زبان کٹوادوں گا۔ طبیبوں نے ہر ممکن علاج کیا لیکن دو تین دن کے بعد گھوڑا مرگیا۔ طبیب بہت خوف زدہ ہوئے کہ اب بادشاہ کو گھوڑے کے مرنے کی اطلاع کون دے گا؟ ایک شاعر جو کہ بادشاہ کا دوست تھا اور بار بار گھوڑے کی حالت دیکھنے آتا تھا جب اُس نے طبیبوں کو خوفزدہ دیکھا تو ان سے کہا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں میں جاکر بادشاہ کو اطلاع دیتا ہوں۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا ”بادشاہ سلامت آپ کا گھوڑا بڑے آرام میں ہے۔ پہلے وہ چارہ کھاتا تھا اب وہ چارا بھی نہیں کھا رہا، پہلے وہ درد سے ٹانگے ہلاتا تھا اب وہ ٹانگیں بھی نہیں ہلا رہا ہے۔ مگر ہے بڑے آرام میں۔ پہلے وہ سانس لیتا تھا اب وہ نہیں لے رہا مگر وہ ہے بڑے آرام میں۔ تو بادشاہ کہنے لگا کہتا کیوں نہیں کہ گھوڑا مرگیا۔ اُس دوست نے فوراً کہا مرنے والی بات آپ نے کہی ہے میں نے نہیں کہی۔

یہی حال ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی کہ مسلمانوں کا صرف نام باقی رہ جائے اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بھیجے گا۔ کہتے ہیں کہ ہاں پیشگوئی تو ہے۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں آئے گا۔ کہتے ہیں ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تھا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ امام مہدی ظاہر ہوگئے ہیں تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ آپ نے کہا ہے ہم نے نہیں۔

چودھویں صدی ہجری گزر گئی۔ اب تو پندرھویں صدی کے بھی 36 سال گزر چکے ہیں۔ آپ لوگ جس خیالی مسیح کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں یاد رکھیں اُس کے انتظار والا گھوڑا مر چکا ہے۔ اُس میں کوئی سانس باقی نہیں رہی۔ حقیقت کو قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جس سچے امام مہدی علیہ السلام کو بھیجا ہے اُس کی جماعت میں شامل ہوجائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی توفیق دے کہ وہ امام کو مان کر دکھوں اور پریشانیوں سے باہر نکلیں۔ ایک دوسرے پر جو ظلم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اِن ظلموں سے ان کے ہاتھ روکے اور اسلام اپنی حقیقی شان کے ساتھ ہر مسلمان ملک سے دنیا پر ظاہر ہو۔“

(خطبہ جمعہ 17 جولائی 2015)

دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب!
وادی ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل ونہار!!

......☆......☆......☆......

میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

راجہ کرشنؑ جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ”ہے کرشن روڈّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے“ سو میں کرشنؑ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔ اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دل جوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں پس گویا روحانیت کی رو سے کرشن اور مسیح موعودؑ ایک ہی ہیں۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 228)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہوکر مسیح

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہوکر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھِلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار
اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاءِ جَاءَ الۡمَسِيۡح جَاءَ الۡمَسِيۡح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 403)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2015

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضور علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں

(منصور احمد مسرور، ایڈیٹر بدر قادیان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ
(الجن: 27،28)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو غیب کا جاننے والا ہے اور اللہ اپنے غیب پر کسی کو غلبہ عطا نہیں کرتا مگر اُس کو جس کو وہ رسول کے طور پر پسند کر لیتا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ واضح طور پر یہ اعلان فرماتا ہے کہ کثرتِ غیب صرف اور صرف رسول کو عطا ہوتا ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کثرت سے غیب کی خبریں عطا فرمائے اور وہ نبی نہ ہو۔ یہ دونوں باتیں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ جس کو کثرت سے اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں عطا فرمائے وہ یقیناً نبی ہوگا اور جو نبی ہوتا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب کی خبریں یعنی پیشگوئیاں عطا فرماتا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی صداقت کی جو دلیل بیان فرمائی ہے، یعنی۔ کثرت سے غیب کی خبریں بتانا اور پیشگوئیاں کرنا۔ اس دلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی صداقت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''نشاناتِ نبوت میں عظیم الشان نشان اور معجزہ، پیشگوئیوں کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر توریت سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید سے بھی۔ پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماموروں کو اُن کی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں پر ہوتا ہے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 20، لیکچر لدھیانہ، صفحہ 256)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی شخص اگر حاکم مقرر کیا جاوے تو اُس کو نشان دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح پر خدا کے مامورین کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں۔ اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو نہ دوسو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 20 لیکچر لدھیانہ، صفحہ 291)

آپؑ فرماتے ہیں:

''اگر آپ میری کتاب ''نزول المسیح'' کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا نے نشانوں کے دکھلانے میں کوئی فرق نہیں کیا...... جس طرح زمین کا ایک بڑا حصّہ سمندر سے بھرا ہوا ہے ایسا ہی یہ سلسلہ خدا کے نشانوں سے بھر گیا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی نہ کوئی نشان ظاہر نہ ہو...... کیا اِس قدر غیب کا موج در موج ظاہر ہونا کسی مفتری کے کاروبار میں ممکن ہے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 20، تجلیات الٰہیہ صفحہ 411)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ...... اگر مَیں اُن کو فرداً فرداً اشمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اُس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اِس قِسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رُسوا کیا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی...... اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دُشمنوں پر میری بد دُعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی، اور اُن کی شفا سے پہلے مجھے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادثِ اَرضی یا سماوی ظاہر کئے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 22، حقیقۃ الوحی، صفحہ 70)

معزّز سامعین میری تقریر کا عنوان ہے'' صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں'' خاکسار آپؑ کی صداقت کے ثبوت میں سب سے پہلے آپؑ کے دشمنوں کی ہلاکت، اُن کی ناکامی ونامُرادی اور ذلّت ورُسوائی کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنی دائمی سنت کا اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آ کر رہیں گے۔ اور جو نبی کے دشمن ہوجاتے ہیں اُن کے متعلق فرماتا ہے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ کہ مجرم کو ہم سزا کے بغیر نہیں چھوڑتے۔

اپنے اِسی دائمی قانون کے تحت اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں عظیم الشان کامیابی کی بشارت دی وہاں آپؑ کے دشمنوں کی ہلاکت، اُن کی ناکامی و نامُرادی اور ذلّت و رسوائیوں کی بھی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ (جو تُجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا مَیں اُس کو ذلیل کروں گا)(تذکرہ صفحہ 27) وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ (مَیں تیرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا)(تذکرہ صفحہ 550) یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنَ الْعِدَا وَیَسْطُوْ بِکُلِّ مَنْ سَطَا (اللہ دشمنوں سے تجھے بچائے گا اور ہر ایک جو تجھ پر حملہ کرتا ہے اللہ اُس پر حملہ کرے گا) (تذکرہ صفحہ 558)

معزّز سامعین! پوری زندگی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اِن پیشگوئیوں کے مطابق سلوک کیا۔ دُشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہر طرح کے مکر وفریب کو کام میں لایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے مکر کی بازی اُنہیں پر اُلٹا دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر لحاظ سے کامیاب وکامران کیا۔ خاکسار چند معاندین کا ذکر کرتا ہے جو چاہتے تھے کہ مسیح موعود علیہ السلام کو ہلاک کردیں لیکن خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اُنہیں ہلاک کیا۔

(1) مولوی نذیر حسین دہلوی جس نے تکفیر کی آگ بھڑکائی تھی مباہلہ کے مطابق اپنے بیٹے کی موت دیکھ کر پھر خود بھی اس دُنیا سے گذر گیا۔ (2) مکہ سے کفر کا فتویٰ منگوانے والا مولوی غلام دستگیر قصوری اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد چل بسا۔ (3) رشید احمد گنگوہی مباہلہ کے نتیجہ میں پہلے اندھا ہوا پھر سانپ کے کاٹنے سے مرا (4) شاہ دین لدھیانوی مباہلہ کے نتیجہ میں دیوانہ ہوکر مرا (5) لدھیانہ کے مولوی عبدالعزیز (6) مولوی محمد (7) مولوی عبداللہ جو اشد ترین مخالف تھے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوئے (8) محی الدین لکھو کے والے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت الہام شائع کیا کہ آپ پر عذاب نازل ہوگا، خود طاعون کے عذاب میں گرفتار ہوکر رخصت ہوا (9) نُور احمد بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد نے ایک دن کہا طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی یہ مرزا صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے۔ ایک ہفتہ بعد یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ (10) امریکہ کا جان الیگزنڈر ڈوئی پیشگوئی اور مباہلہ کے نتیجہ میں رُسوا کن اور دردناک موت کا شکار ہوا (11) مولوی زین العابدین، غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ دار نے ایک احمدی مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا تھوڑے ہی دنوں کے بعد یہ اور اِس کی بیوی اور اِس کا داماد، اِس کے گھر کے سترہ آدمی طاعون سے ہلاک ہوگئے (12) مولوی محمد حسین بھیں والے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لعنت کی اور ایک سال کے اندر ہلاک ہوا (13) منشی سعد اللہ

لدھیانوی جو مسیح موعود علیہ السلام کی تباہی کا خواہاں تھا اللہ تعالیٰ نے اُسے تباہ کر دیا اور ذلت کی موت مرا (14) محمد جان المعروف مولوی محمد ابوالحسن پسرور ضلع سیالکوٹ نے اپنی کتاب ’بجلی آسمانی‘ میں مسیح موعود علیہ السلام کے لئے موت کی دُعا کی۔ اللہ نے اُس پر طاعون کی بجلی گرائی۔ (15) چراغ دین جموں والے نے شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُس کو ہلاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اور اُس کے دو بیٹوں کو طاعون سے ہلاک کیا۔ (16) فقیر مرزا دولمیالی نے کہا یہ شخص مفتری ہے آئندہ رمضان تک میری زندگی میں ہلاک ہو جائے گا لیکن جب رمضان آیا تو آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ (17) منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور نے موت کی پیشگوئی کی، خود موت کو گلے لگانا پڑا (18) مولوی عبدالمجید دہلوی مباہلہ کر کے ہیضہ سے ہلاک ہوا (19) مولوی غلام رسول عُرف رُسل بابا امرتسری، امرتسر میں طاعون سے ہلاک ہوا (20) اسماعیل علی گڑھی نے دعا کی جو جھوٹا ہے وہ مرجائے اور مر گیا (21) احمد بیگ ہوشیارپوری پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا۔ (22) حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا۔ اُسنے ارادہ کیا تھا کہ حضور کی سواری جب سیالکوٹ سے گزرے گی تو آپؑ پر راکھ ڈالے گا طاعون سے ہلاک ہوا اور اِس کے گھر کے دس افراد طاعون سے ہلاک ہوئے۔

معزز سامعین! یہ صرف نمونہ کے طور پر چند نام بیان کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

گڑھے میں تُو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کر دیئے اُونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ اِن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اِس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔.........اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔‘‘

(رُوحانی خزائن جلد 17 ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 49)

☆ آپؑ فرماتے ہیں: یہ معجزہ کچھ تھوڑا نہیں تھا کہ جن لوگوں نے مدارِ فیصلہ جھوٹے کی موت رکھی تھی وہ میرے مرنے سے پہلے قبروں میں جا سوئے۔

(روحانی خزائن جلد 17 ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 47)

☆ آپؑ فرماتے ہیں: بعض میرے معجزات کے ظہور کا باعث خود میرے دشمن ہو گئے کہ اُنہوں نے مجھ کو مقابل پر رکھ کر خود دعا کر دی کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے پہلے مرجائے......پھر بعد اس کے وہ سب کے سب مر گئے اور یقیناً سمجھو کہ اگر اُن میں سے ہزار مولوی بھی مجھے مقابل رکھ کر ایسی دعا کرتا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے تو ضرور وہ تمام گروہ علماء مرجاتا جیسا کہ یہ لوگ مر گئے۔

(رُوحانی خزائن جلد 18، نزول المسیح صفحہ 466 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے
خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اَے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے

معزز سامعین! اب ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر خاکسار کرتا ہے۔ 1896ء کے آخر میں طاعون نے ممبئی اور اردگرد کے دیہات پر حملہ کیا اور ہزاروں جانیں لے لیں۔ ایسے وقت میں جبکہ پنجاب میں طاعون کا نام و نشان تک نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ پنجاب میں بھی طاعون پھیلنے والی ہے۔ اِس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 6 فروری 1898ء کو محض عوام کی ہمدردی کی خاطر ایک اشتہار شائع فرمایا اور اعلان کیا کہ اِس بارہ میں مجھے جو الہام ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے۔ اگر لوگ اپنے اعمال کو درست کر لیں اور توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کریں تو اس مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ آپ نے متنبہ فرمایا کہ:

’’سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 14، ایام الصلح، صفحہ 363)

معزز سامعین! مخالفین نے اِس پیشگوئی پر بھی ہنسی کی، گالیاں دیں اور اعتراضات کئے۔ بالآخر طاعون پنجاب میں داخل ہو گئی اور ایسی زبردست تباہی مچائی کہ قیامت کا ایک نمونہ تھا۔ ہزاروں دیہات ویران اور سینکڑوں شہر خالی ہو گئے۔ ایک کروڑ بیس لاکھ جانیں موت کا شکار ہوئیں۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 6)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طاعون اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح کا انکار کیا گیا، اُس کو دُکھ دیا گیا، اُس کے قتل کے منصوبے کئے گئے، اُس کا نام کافر اور دجّال رکھا گیا۔ پس یہ طاعون میری صداقت کے نشان کے طور پر ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ میری جماعت کے لوگوں کو طاعون سے محفوظ رکھے گا لہٰذا اُنہیں ٹیکہ کرانے کی ضرورت نہیں۔

معزز سامعین! اِس عظیم الشان پیشگوئی کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ کہ وہ اس قریہ یعنی قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ آپؑ نے اپنے مخالفین کو دعوت دی کہ یہ نہایت عمدہ موقع ہے کہ اپنی سچائی ثابت کریں اور قادیان کے مقابل پر کسی شہر کا نام لیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ ایک ایک مخالف کا نام لیکر آپ نے اُسے غیرت دلائی۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ اور احمد حسن امروہی کو چاہئے کہ وہ امروہہ کی نسبت پیشگوئی کرے کہ امروہہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔

آپ نے فرمایا: اگر احمد حسن امروہی قسم کے ساتھ اشتہار شائع کر دے کہ امروہہ طاعون سے محفوظ رہے گا اس کے بعد اگر تین جاڑے امن سے گزر گئے اور امروہہ طاعون سے محفوظ رہا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

(رُوحانی خزائن جلد 18، دافع البلا صفحہ 231، 238 مفہوماً)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اُس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔‘‘

(رُوحانی خزائن جلد 18، دافع البلا صفحہ 238)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

پیشگوئی کا جب انجام ہُویدا ہوگا
قدرتِ حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رُسوا ہوگا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے...... یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں۔ کون ہے کہ اِس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟‘‘

(رُوحانی خزائن جلد 22، تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 568)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے طور پر خاکسار آپؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا :

''مَیں تیری تبلیغ کو
زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

(تذکرہ صفحہ 260، الہام 1898ء)

یہ 1898 کا الہام ہے۔ 1898 کی تصنیف ''البلاغ'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔ (روحانی خزائن جلد 13 ، البلاغ صفحہ 422) ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کرنا کہ میری جماعت زمین کے کناروں تک پھیل جائے گی، یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی بن جاتی ہے۔ خدا کے فضل اور محض اُس کے فضل سے، اِس پیشگوئی کو بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوتا آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اِس سال ایک نئے سپینش ملک پورٹو ریکو میں جماعت کے قیام کے ساتھ جماعت احمدیہ دُنیا کے 207 ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ اور جماعت کی تعداد اب ہزاروں سے نکل کر لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔

معزّز سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ '' مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' جماعت کو تبلیغ کے بہت سے ذرائع عطا فرمائے۔ صرف ایک ذریعہ کا خاکسار یہاں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ ہے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل۔ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ زمین کے کناروں تک جماعت کو تبلیغ کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اِس وقت مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے تین چینل پوری دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔

(1) MTA- اَلْاُوْلیٰ جس کے ذریعہ سے یورپ کے علاوہ باقی دُنیا میں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ (2) MTA- اَلثَّانِیَہ جس کے ذریعہ یورپ میں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ (3) MTA3- اَلْعَرَبِیَّہ جسکے ذریعہ سے عرب ممالک میں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ قبول احمدیت کے ہزاروں ایمان افروز واقعات سامنے آچکے ہیں۔

معزّز سامعین! اگرچہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہندوستان سے نکل کر باہر کے مختلف ملکوں میں آپؑ کی تبلیغ پہنچ چکی تھی اور لوگ آپؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ لیکن آج دورِ خلافت خامسہ میں پوری دُنیا میں ہر جگہ آپؑ کی شہرت کا ڈنکا ہے۔ خلافت خامسہ کے 12 سالوں میں اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کی وہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ جس کا شمار ناممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت اللہ کے فضل سے ہر لحاظ سے ترقی کی نئی سے نئی منزلیں طے کر رہی ہے۔ تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھل رہے ہیں۔ اسلام کی پُرامن تعلیم پر مشتمل برٹش پارلیمنٹ میں حضور ایدہ اللہ کا خطاب، یورپین پارلیمنٹ میں خطاب، ڈچ پارلیمنٹ میں خطاب، کیپیٹل ہل امریکہ میں خطاب، جرمنی کے ملٹری ہیڈ کوارٹرز میں خطاب، پیس سمپوزیم میں آپ کے خطابات اور اس طرح کے بیسیوں خطابات سے پوری دُنیا میں کروڑوں لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا۔ اسلام کی پُرامن تعلیم پر مشتمل آپ کے خطابوں نے یورپ و امریکہ کے دانشوروں کو اور عوام و خواص کو، اسلام کے تئیں اپنا نظریہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔

معزّز سامعین! دُنیا دار، نادان اور دُشمن مولوی آگ بگولہ ہے کہ جماعت کو یورپ کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے۔ کاش یہ دُنیا دار مولوی دُنیا داری کی عینک اُتار کر غور کرتا تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ یورپ کی نہیں جماعت احمدیہ کو خدا کی سرپرستی حاصل ہے۔ اِن کی کمریں ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کی ہمّت جواب دے گئی ہے۔ ہر طرف کُلُّھُمْ فِی النَّار کا نظارہ ہے۔ حسد کی آگ میں یہ تپ رہے ہیں۔ اِن کے مقدر میں جلنا ہے اور جل کر بھسم ہو جانا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اَے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اِس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔''

(رُوحانی خزائن ، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 66)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اِس باغ کے اَب جلد لہرانے کے دن
اِک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اَب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اِک آسماں پر شور ہے
اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

معزّز سامعین! اب خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ایسی پیشگوئی کا ذکر کرتا ہے جو ایک جاری و ساری پیشگوئی ہے۔ ہر آنے والے زمانہ میں ایک نئی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور وہ پیشگوئی یہ ہے اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ- یعنی آگاہ رہ کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ - مالی نصرت اور مالی مدد تجھے پہنچنے والی ہے۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ - لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آنے والے ہیں۔ یَنْصُرُکَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِہٖ - اللہ اپنی قدرت سے تیری مدد کرے گا۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

(تذکرہ صفحہ 39، الہام 1882)

معزّز سامعین! ان الہامات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس کثرت سے لوگوں کے آنے، کثرت سے مالی مدد پہنچنے، اور آپؑ کے عروج اور شہرت کی خبر دی ہے۔

یہ الہامات 1882 کے ہیں۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل تنہا تھے۔ ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ ایسے حالات میں یہ پیشگوئی کرنا کہ جوق درجوق لوگ آپؑ کے پاس آئیں گے۔ آپ کی بیعت کریں گے اور رُوحانی طور پر آپ سے وابستہ ہو جائیں گے۔ اور قادیان مرجعِ خلائق ہو جائے گا، یقیناً یہ عالم الغیب خدا ہی کا کام ہے۔ اِن پیشگوئیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس شان سے پورا کیا اس کی وضاحت میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا ......صرف ایک اَحَدٌ مِّنَ النَّاس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا...... بعد اِس کے خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اِس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کرسکتا۔''

(رُوحانی خزائن جلد 22، حقیقۃ الوحی، صفحہ 261)

آپؑ فرماتے ہیں :

یہ پیشگوئیاں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں کیونکہ ایسے وقت میں کی گئیں جبکہ کوئی کام بھی درست نہ تھا اور کوئی مراد حاصل نہ تھی اور اب اِس زمانہ میں پچیس برس بعد اِس قدر مرادیں حاصل ہوگئیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے خدا نے اِس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں اور وہ کام دکھلائے کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکتی تھی کہ ایسا ظہور میں آجائے گا۔ (رُوحانی خزائن جلد 21، براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 95)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اَب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اَب پوری ہوئی بعد از مُرورِ روزگار
کون در پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تم کو ہر دم کر رہا ہے شرمسار
تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اِک ادنیٰ شکار
بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم، ہو گیا مَیں کامگار

معزّز سامعین! جہاں تک مالی نصرت کا سوال ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ملک کے ہر اَطراف سے آپؑ کی مالی نصرت فرمائی جو آپؑ ہی کے زمانہ میں ہزاروں سے نکل کر لاکھوں میں پہنچ گئی۔ اپنے اَسلاف کے نمونہ پر چلتے ہوئے اور اُسے قائم رکھتے ہوئے، آج اِسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر احبابِ جماعت جس بے نظیر مالی قربانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اِس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ جماعت کا چندہ لاکھوں سے نکل کر کروڑوں اور کروڑوں سے نکل کر عربوں میں پہنچ چکا ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں صرف ایک نمونہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سال 2014 میں صرف تحریک جدید اور وقف جدید میں احبابِ جماعت نے ایک عرب 50 کروڑ روپے کی مالی قربانی پیش کی۔

معزّز سامعین! آخر پر خاکسار سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی جلسہ سالانہ سے متعلق پیشگوئی کا ذکر کرتا ہے۔ آپ جو دُور دراز کا سفر اختیار کرکے اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں آپ بھی اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا : اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اِس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اِس میں آملیں گی۔

نیز فرمایا : یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اِعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔

معزّز سامعین ! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ یہ باتیں آج جس صفائی اور جس شان سے پوری ہورہی ہیں عقل حیران ہے۔ جلسہ سالانہ قادیان جو صرف 75 آدمیوں سے شروع ہوا تھا آج ایک عالمی جلسہ بن چکا ہے اور پوری دُنیا میں اپنی شاخیں پھیلا چکا ہے۔ گزشتہ سال قادیان کے جلسہ میں 37 ممالک کی نمائندگی تھی اور حاضری 18700 تھی۔ جلسہ سالانہ یُو.کے اور جلسہ سالانہ جرمنی کو اِس وقت ایک زبردست عالمی جلسہ ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اِن جلسوں میں ہزاروں کی تعداد میں غیر احمدی اور غیر مسلم احباب شامل ہوتے ہیں۔ جلسہ کے رُوحانی ماحول، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رُوحانی شخصیت اور آپ کے خطابات کا اُن پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے کہ وہ اسے اپنی زندگی کا ایک خاص واقعہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ خدا نے اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں حیرت انگیز طور پر پوری ہو رہی ہے۔ پیشگوئی کے مطابق یہ جلسہ مختلف قوموں کو آپس میں ملانے والا اور اُنہیں خلافت کی رسی سے باندھنے والا بن رہا ہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2015 میں 55 ممالک کی نمائندگی ہوئی اور حاضری 36000 سے زائد تھی۔ جلسہ سالانہ یُو.کے 2015 میں 96 ممالک سے مختلف رنگ و نسل اور قومیّتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے اور حاضری 35000 سے زائد تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ ''یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔'' اِس کے چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی 2015 کے موقع پر حضور کے خطابات سن کر:

❖ ایک پروٹسٹنٹ مہمان رونالڈ صاحب نے اپنے تأثر کا اظہار ان الفاظ میں کیا: آج مجھے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے معلوم ہوا ہے کہ جو اسلام آپ کی جماعت پیش کرتی ہے وہ بہت اعلیٰ قسم کا ہے۔

❖ RAU MULLER صاحبہ ممبر نیشنل پارلیمنٹ جرمنی نے کہا : جماعت احمدیہ اسلام کی تعلیم کو خوبصورت انداز میں پیش کرتی ہے۔ آج صوبہ ہیسن میں مسلمان تنظیموں میں سے احمدیوں کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ سکولوں میں اسلام کی تعلیم دے سکیں۔

❖ ایک مہمان خاتون نے کہا : خلیفہ نے آج اپنے خطاب میں ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتائی۔ ایسی تعلیم تو مجھے چرچ میں بھی کبھی نہیں ملی۔

❖ بلغاریہ سے آئے ہوئے ایک مہمان نے کہا: جو اسلام کی تصویر خلیفہ بیان کرتے ہیں دراصل وہی حقیقی اسلام ہے۔ دُنیا کو اِس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

❖ ایک خاتون پولیس افسر نے کہا: اگر یہی اسلام ہے جو خلیفہ نے پیش کیا ہے تو پھر یہ اسلام یقیناً جلد پھیلے گا اور اِس اسلام کے خلاف کسی انسان کے ذہن میں کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔

معزّز سامعین ! یہ اعلاء کلمہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسے ہزاروں تاثرات ہیں۔ پوری دنیا میں جماعت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان تائید و نصرت کی ہوا چل رہی ہے۔ سعید فطرت اکنافِ عالم سے جماعت احمدیہ کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔ اسلام احمدیت کے حق میں عظیم الشان انقلاب کے آثار نمایاں ہیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 7 جون 2015 میں فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی نسبت یہاں بھی (یعنی جرمنی میں) اور دُنیا کے ہر ملک میں بھی یہ رو چلی ہے کہ تعارف بڑھے ہیں اور لوگ احمدیت کے قریب ہو رہے ہیں۔ وسیع پیمانے پر احمدیت کو جانا جاتا ہے۔ اور ملکوں کے بڑے بڑے شہروں میں احمدیت کو اب لوگ جاننے لگ گئے ہیں۔ اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 7- جون 2015)

آرہا ہے اس طرف اَحرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

معزّز سامعین آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات عالیہ میں سے کچھ پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

''کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اُس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔ مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ اُن کی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ اُن کی مثل نہیں ملے گی۔ اگر میرے مخالف اِسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے اُن کی آنکھیں کھل جاتیں۔ اور میں ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دُنیا میں کوئی نظیر اُن پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے۔ محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی، ہم بجز اِس کے کیا کہیں کہ ایسے اَقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں.... ہزارہا پیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور اُن کے پورا ہونے پر ہزارہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی سی بات نہیں ہے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 19، کشتی نوح صفحہ 6)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆......☆......☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اِس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پَردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نِعم العطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

❁❁❁

حضرت شیخ محمد سلطان صاحب رضی اللہ عنہ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان افروز حالات و واقعات

(لئیق احمد مشتاق، مبلغ سلسلہ سُرینام، جنوبی امریکہ)

میرے پڑداداجان محترم شیخ محمد سلطان صاحب ابن شیخ محمد دین صاحب اُن خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہیں عنفوان شباب میں امام آخرالزمان کی بیعت کر کے انکی قربت کا شرف اور انکے اصحاب میں شمولیت کا لازوال اعزاز ملا۔

خاندانی حالات

آپ کا آبائی گاؤں رسول نگر ضلع گوجرانوالہ تھا، جو علی پور چٹھہ سے آٹھ کلو میٹر کی مسافت پر ہے اور اُس زمانے میں اِسی شہر کے ریلوے سٹیشن سے زیادہ تر آمد و رفت ہوتی تھی۔ دریائے چناب کے کنارے آباد یہ گاؤں کسی زمانے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گرمائی رہائش گاہ تھا۔ اِسی گاؤں میں نومبر 1848ء میں سکھوں اور انگریز فوج کے درمیان رام نگر کی مشہور لڑائی ہوئی تھی۔ اس گاؤں میں آج بھی اس قدیم دور کی یادگاریں متعدد عمارتوں کی صورت میں موجود ہیں۔ میرے پڑدادا جان کے والد مکرم شیخ محمد دین صاحب کا ذریعہ معاش چمڑے کی خرید و فروخت تھا۔ محترم محمد دین صاحب کے تین بیٹے تھے۔ محترم شیخ مولا بخش صاحب، محترم شیخ محمد رمضان صاحب اور محترم شیخ محمد سلطان صاحب، آپکی پیدائش 1873ء میں ہوئی۔

دریا کے کنارے آباد ہونے کی وجہ سے رسول نگر گاؤں کا بیشتر حصہ دریا برد ہو رہا تھا، اس لئے لوگ اس گاؤں سے نقل مکانی پر مجبور ہونے لگے۔ 1860ء کی دہائی کے وسط میں آپ کے خاندان کے اکثر افراد لودھراں ضلع ملتان جا کر آباد ہو گئے۔ ہجرت کے بعد بھی آپ کا آبائی کاروبار آپکی پہچان بنا اور ’’شیخ محمد رمضان، محمد سلطان سوداگرانِ چرم‘‘ کے نام سے علاقہ میں شہرت پائی، اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انکے کاروبار نے بہت وسعت اختیار کی اور کچھ عرصہ بعد بحری جہاز پر اِنکا سامان ہندوستان سے باہر بھی جانے لگا۔ نیز گھر سے کچھ فاصلے پر زرعی زمین خرید کر کھیتی باڑی اور مویشی پالنے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔

امام الزمان علیہ السلام کے قدموں میں

آپکی بیعت کا واقعہ رجسٹر روایات نمبر 13 میں محفوظ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ: ’’1897ء کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک اہل حدیث مولوی ہیڈ مدرس واحد بخش صاحب آ کر مہمان ٹھہرے۔ میں بھی اہل حدیث تھا۔ انہوں نے زمانہ کے فسق و فجور بیان کرنا شروع کر دیئے اور یہ بھی کہا کہ لوگ نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ڈھیل دے رہا ہے۔ میں نے کہا کس نے دعویٰ کیا ہے؟ کہنے لگے مرزا قادیان والے نے۔ میں نے کہا کیا انکا دعویٰ زبانی ہے یا کوئی تحریر بھی ہے۔ انہوں کہا اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ میں نے کہا کوئی کتاب آپ مجھے دے سکتے ہیں، تا کہ میں خود پڑھکر انکی تصدیق یا تکذیب کروں۔ کہنے لگا اڑھائی روپے مجھے دو، میں تمہیں انکی ایک دو کتابیں بھیج دونگا۔ چنانچہ انہوں نے چھ سات روز بعد آئینہ کمالات اسلام، التبلیغ عربی اور عبداللہ آتھم کے مقابلہ پر کچھ اشتہار وغیرہ بھیج دیئے۔ میں نے انکو پڑھنا شروع کیا۔ جب وفات مسیح کا ذکر پڑھ چکا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں تو کوئی شبہ نہیں، اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں ضرور سچے ہیں۔ میں بیعت کا خط لکھنا چاہتا تھا مگر وہ اتوار کا دن تھا اس لئے پریشانی ہوئی۔ ایک میلا سا خط میرے پاس پڑا تھا اُسکو اٹھایا، اور بیعت کی درخواست کیساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ قیاس کر کے کہ پتہ نہیں زندگی وفا کرے یا نہ ایک میلا خط لکھ رہا ہوں۔ حضور معاف فرماویں۔ حضور کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کا لکھا ہوا خط ملا، کہ حضور علیہ السلام نے آپکی بیعت قبول فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ نماز پنجگانہ، تلاوت قرآن کریم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اپنا شعار بنالیں۔ میں نے مولوی واحد بخش صاحب کو کہا کہ یہ کتابیں مرزا صاحب کی میں نے پڑھی ہیں، آپ یا قرآنی دعاوی کو غلط ثابت کر دیں یا قبول فرماویں۔ انہوں نے کتاب لے لی اور کہا کل آنا۔ دوسرے روز جب میں گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دعویٰ سچا ہے اور جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے، قرآن کریم کی رو سے سچ لکھا ہے۔ میں نے کہا، الحمد للہ پھر بیعت کر لیں۔ انہوں نے کہا اچھا کل انشاء اللہ بیعت کا خط لکھونگا۔ دوسرے روز گیا انہوں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ تیسرے دوست حافظ مولوی احمد بخش نے بھی بیعت کر لی۔ یہ صاحب حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے جماعتی بھی تھے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میں قادیان حاضر ہوا، اور حضور کے ہاتھ پر آخر 1897 یا 1898 میں بیعت کی‘‘۔

(رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ نمبر 101، 102)

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے عین عالم شباب میں 24 سال کی عمر میں مسیح محمدی کی فوج میں شامل ہونے کا اعزاز پایا۔ آپکے سب سے بڑے بھائی محترم شیخ مولا بخش صاحب (سال وفات 1942) نے 12 دسمبر 1900 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے صحابی ہونے کی سعادت حاصل کی۔

برادر اکبر کا قبول حق

رجسٹر روایات میں آپ تحریر کرتے ہیں: ’’میرے بڑے بھائی میرے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے رہتے تھے۔ وہ میرے خیالات کی تصدیق کرتے تھے۔ اور حضرت اقدس کو حق بجانب سمجھتے تھے، مگر کہتے تھے میں پہلے ایک شخص کا مرید ہوں، ایک بیوی کے دو خاوند نہیں ہو سکتے۔ میں نے انکو بہتیرا سمجھایا کہ امام کی موجودگی میں اور کسی کی بیعت نہیں رہ سکتی۔ مگر وہ نہ مانے پھر انہوں نے خواب دیکھی کہ ایک پہاڑ ہے، اسکے بعد ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے، اس میں معلوم ہوتا ہے کوئی عورت دودھ بلو رہی ہے، اور ایک مرغ نے اذان دی ہے۔ میں پھر قادیان حاضر ہوا، اور حضور کی خدمت میں یہ خواب عرض کی، اور بھائی صاحب کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے اس خواب کی تعبیر میں فرمایا، اس پہاڑ پر ہمارے ہی پاؤں ہیں، ہم ایک مضبوط چٹان پر ہیں۔ اور بظاہر جھونپڑی بھی ہم ہی ہیں، یا فرمایا ہماری جماعت ہے۔ اور دودھ دین ہے، اور مرغ کی اذان کا مطلب ہے کہ ظلمت کی رات گذر گئی، یا فرمایا کٹ گئی۔ اب سورج طلوع ہو گیا۔ تمہارا بھائی انشاء اللہ بیعت کر لے گا۔ میں واپس گیا اور اپنے بھائی کو اس خواب کی تعبیر سنائی جو حضور نے بیان فرمائی تھی۔ چنانچہ بھائی صاحب نے دو تین ماہ بعد بیعت کر لی۔‘‘

(رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ نمبر 103، 104)

اس طرح آپکے بڑے بھائی محترم شیخ محمد رمضان صاحب (1871-1942) کو بھی فروری 1902ء میں حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔ یوں محترم محمد دین صاحب مرحوم کے تینوں بیٹوں کو یکے بعد دیگرے حق کو پہچاننے اور زمانے کے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کرنے اور ایک نئی زندگی شروع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

دارالامان میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کے پیش نظر کہ بار بار قادیان حاضر ہونا چاہیے، آپکو متعدد بار دیار مسیح میں جانے اور اپنے آقا کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک بار حضرت اقدس کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل ہوئی، اس اثناء میں حضور نے دریافت فرمایا ’’میاں سلطان تبلیغ بھی کرتے ہو۔‘‘ آپ نے عرض کی حضور میں کیا تبلیغ کروں جاہل آدمی ہوں۔ یہ سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال سے فرمایا **’’کون کہتا ہے تم جاہل ہو۔ جاہل وہ ہے جس نے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔ تمہیں خدا نے امام وقت کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق دی ہے۔ تم جاہل نہیں ہو‘‘** آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زبان سے نکلے ان الفاظ کو بڑی عقیدت سے یاد کیا کرتے تھے اور بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے۔ اس نصیحت کے بعد آپ نے کثرت سے تبلیغ شروع کی، اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے انکے بہترین نتائج

ظاہر ہوئے۔

اپنے آقا کے صاحبزادگان سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر گو اسوقت قریباً دس گیارہ سال تھی، مگر ایک بار اس مطہر وجود کو کندھوں پر اٹھا کر ریتی چھلہ لیجانے کی سعادت حاصل کی۔

طبیب حاذق کا ایک نسخہ

موسم سرما میں اکثر آپ کو زکام اور کھانسی کی شکایت ہو جاتی تھی۔ ایک بار قادیان گئے تو حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنی تکلیف بیان کی۔ حضور نے فرمایا دو آنے کی املی اور دو آنے کا آلو بخارا خرید لیں۔ رات کو انکی تھوڑی سی مقدار پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح اس پانی میں ہلکا نمک ملا کر پئیں، چند روز تک اس عمل کو دھرائیں شفا یاب ہو جائینگے۔ آپ نے عرض کی حضور خدا تعالیٰ کے فضل سے صاحب حیثیت ہوں دس بیس روپے کی دوا خرید سکتا ہوں۔ حضور نے فرمایا میں حیثیت دیکھکر نسخہ نہیں بتاتا۔ آپکا علاج یہی ہے۔

سماجی تعلقات

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ انتہائی ذہین زیرک اور معاملہ فہم انسان تھے۔ علاقے میں بڑی عزت اور جان پہچان تھی۔ اور کوئی میٹنگ یا پنچایت آپ کی شمولیت کے بغیر نہیں ہوتی تھی۔ پنچایتی معاملات میں آپکا فیصلہ کھلے دل سے قبول کیا جاتا تھا۔ اہل علاقہ سے آپکے حسن سلوک کی بہترین مثال یہ ہے کہ:

لودھراں میں آپ کے گھر کے قریب ہی مسجد تھی جہاں سالہا سال تک احمدی اور غیر احمدی باری باری نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور کبھی کوئی تلخی نہیں ہوئی۔

غیرت ایمانی اور خدائی نصرت

ایک مرتبہ آپ کے بڑے بھائی محترم شیخ محمد رمضان صاحب نے آپ کو قرض کی وصولی کیلئے بھجوایا۔ مختلف علاقوں اور لوگوں سے رقم وصول کرنے کے بعد تین سو روپے جمع ہوئے جو 100-100 کے تین نوٹوں کی صورت میں تھے۔ یہ رقم آپ نے تہ بند میں اڑس لی، اور واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں تیز ہوا اور طوفانی بارش نے آلیا اور آپ بڑی مشکل سے شام کو گھر پہنچے۔ وصول شدہ رقم بھائی کو دینے کیلئے تہہ بند کو ٹٹولا تو رقم غائب تھی۔ آپ نے پریشانی کے عالم میں بار بار دیکھا مگر کچھ نہ ملا۔ بھائی سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا، تم نے قادیان مرزا کو بھجوا دیئے ہونگے اور مجھ سے گم ہونے کا بہانہ کر رہے ہو۔ آپ نے بار بار حقیقت حال بیان کی مگر وہ اپنی بات پر مصر رہے۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپ نے کہا کہ میں نے رقم مرزا صاحب کو نہیں بھجوائی اور میں حق پر ہوں۔ اور اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ رقم ضرور ملے گی۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ یہ کہہ کر لالٹین ہاتھ میں پکڑی اور اس طوفانی رات میں الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اور عاجزانہ دعاؤں کیساتھ رقم کی تلاش شروع کی۔ خدا نے اپنی رحمت سے آپ کی نیک نیتی اور سچی کوشش کو قبول کیا اور اس تاریک رات میں تینوں نوٹ ایک جھاڑی میں اٹکے ہوئے گیلی حالت میں آپکو مل گئے۔ یہ دیکھ کر آپ کے بڑے بھائی نے اقرار کیا کہ آپ سچے ہو اور آپکا امام بھی سچا ہے۔

علاقے میں تبلیغ اور اسکے اثمار

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے بڑی محنت اور جذبے کیساتھ علاقے میں تبلیغ کی اور مسیح کی آمد کی منادی کی۔ آپکی تبلیغ کا ایک بہترین پھل مکرم و محترم غلام احمد صاحب کی صورت میں ظاہر ہوا جو لودھراں میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ انکے بیٹے محترم مولانا محمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو لمبا عرصہ مختلف ممالک میں خدمت دین کی توفیق ملی اور انکے پوتے محترم مبارک احمد طاہر صاحب آجکل سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ مزید براں آپکے ذریعہ دو بھائی محترم نواب خان صاحب اور محترم محمود خان صاحب کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی جو لودھراں میں عرضی نویس تھے۔ لودھراں میں جماعت قائم کرنے کے علاوہ آپکو قریب کے علاقوں ''جلہ ارائیاں'' اور ''جت والا'' میں جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی، اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان علاقوں میں یہ جماعتیں آج بھی موجود ہیں۔

عائلی زندگی اور گھریلو ماحول

پہلی بیوی سے آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جو میٹرک کے بعد ڈسپنسری کا کورس کر رہا تھا کہ اچانک بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپکی اہلیہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپ نے جوان بیٹے اور اہلیہ کی وفات کا صدمہ بہت حوصلے اور صبر کیساتھ برداشت کیا۔ پھر آپ نے دوسری شادی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپکو تین بیٹے عطا فرمائے، شیخ مشتاق احمد صاحب، شیخ اشفاق احمد صاحب اور شیخ مشکور احمد صاحب۔ تین بیٹیاں کم عمری میں فوت ہو گئیں۔ تیسری بیوی سے اللہ نے آپکو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ اہل و عیال سے بہترین سلوک کرنے والے، نرم زبان استعمال کرنے والے اور بچوں کی تربیت کا پورا خیال رکھنے والے وجود تھے۔ گھر کا ماحول قابل رشک اور باہمی الفت و محبت سے بھرپور تھا۔

آپ کے بڑے بھائی محترم محمد رمضان صاحب بھی مع اہل و عیال اسی گھر میں رہتے تھے اور ایک ہی ہنڈیا میں سارے خاندان کا کھانا پکتا تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی۔ گھر سے ملحقہ آپکی دکان میں ایک سیف رکھا تھا جس میں گھر کا سارا زیور اور نقدی رکھی جاتی تھی، سیف کی چابی ہر وقت اسکے اوپر ہی موجود رہتی۔ آپ نے بچوں سے کہا ہوا تھا کہ جس کسی کو پیسوں کی ضرورت ہو وہ سیف کھولکر نکال لے اور وہاں موجود کاپی میں لکھ دے، اس طریق کو اختیار کرنے میں یہی حکمت تھی کہ بچوں کو چوری کی عادت نہ پڑے۔ آنے جانے والے افراد نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ سیف کی چابیاں سامنے پڑی ہیں اور یہ بات جرائم پیشہ افراد تک جا پہنچی۔ ایک شب کچھ چور نقب لگا کر دکان میں داخل ہوئے اور چابیاں لیکر سیف کھولنے کی کوشش کی، مگر سر توڑ کوشش کے باوجود مقصود کو نہ پا سکے، اور تھک ہار کر سب کچھ اسی حالت میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصل میں اس سیف میں ایک لٹو لگا ہوا تھا، چابی ایک بار گھمانے کے بعد وہ لٹو گھمایا جاتا تھا تب چابی دوبارہ گھومتی تھی۔ چور اس حقیقت کو نہ پا سکے اور مولا کریم نے آپکو بڑے نقصان سے محفوظ رکھا۔ وہ سیف اسکے بعد بھی طویل عرصہ تک خاندان کے زیر استعمال رہا۔

بڑے بھائی سے عزت و احترام کے ساتھ ساتھ اخوت و الفت کا بھی گہرا تعلق تھا۔ ایک بار آپ اپنے رشتہ داروں سے ملنے آبائی گاؤں رسول نگر گئے، اور رات کی گاڑی سے صبح کے وقت گھر واپس پہنچے۔ آتے ہی سوال کیا بھائی جان کہاں ہیں؟ اہل خانہ نے بتایا کہ کھیت کی طرف گئے ہیں۔ آپ فوراً اپنے زرعی فارم کی طرف چل پڑے، وہاں پہنچ کر بھائی کا پوچھا تو ملازمین نے بتایا کہ ابھی گھر کی طرف گئے ہیں۔ جس راستے سے بڑے بھائی گھر گئے تھے آپ اس راستے پر تیزی سے چل پڑے۔ اُدھر بڑے بھائی نے گھر میں قدم رکھتے ہی پوچھا کہ سلطان آگیا ہے۔ اِس استفسار پر گھر والوں نے بتایا کہ آپ سے ملنے فارم پر گئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی الٹے پاؤں لوٹ گئے اور دونوں بھائی راستے میں ملے اور دیر تک بغل گیر رہے اور راہگیر انکو حیرت سے دیکھتے رہے۔

شدھی تحریک کے خلاف جہاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارچ 1923ء میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا، اور افراد جماعت کو تین ماہ کیلئے ذاتی خرچ پر وقف کرنے اور متاثرہ علاقوں میں فتنہ ارتداد کا انسداد کرنے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں شمولیت کا ارادہ کیا۔ اہل خانہ کیلئے اخراجات کا انتظام کیا اور اپنا زاد راہ لیکر ملکانہ کے علاقہ میں تین ماہ بھرپور خدمت کی توفیق پائی، اور حسب ہدایت اپنا کھانا خود پکاتے رہے۔ اس دوران ایسی تنگی کا سامنا بھی رہا کہ متعدد راتیں زمین پر سو کر گذارنی پڑیں۔

جلسہ سیرت النبیؐ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1928ء کے آغاز میں وسیع پیمانے پر جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرنے کی تحریک فرمائی اور اتوار 17 جون 1928ء کا دن یوم سیرت النبیؐ کے طور پر منانے کا اعلان فرمایا۔ اس دن ہندوستان کے طول و عرض میں نہایت اہتمام سے جلسے کئے گئے اور اس مقدس و مطہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ ہوا۔ اِس پروگرام کے مطابق لودھراں میں جو کامیاب جلسہ منعقد ہوا اُس میں شیخ محمد سلطان صاحب کو بھی تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اُسوقت آپ سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اِس جلسہ کی رپورٹ الفضل قادیان 26 جون 1928ء صفحہ 15 پر شائع شدہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ذاتی تعلقات تھے، اور حضور آپکو ''شیخ محمد سلطان لودھراں والے'' کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ حضور کے سندھ کے سفروں کے دوران اکثر لودہراں سٹیشن پر حضور کی خدمت میں پھل یا چائے وغیرہ پیش کرنے کی توفیق پاتے رہے۔ اِسی طرح کے ایک سفر کے موقعہ پر سٹیشن پر بڑی تعداد میں لوگ زیارت کیلئے جمع تھے۔ آپ نے اسٹیشن ماسٹر کو اس بات پر راضی کیا کہ گاڑی کو کچھ دیر روکا جائے تا کہ زائرین تسلی سے اپنے آقا کا دیدار کر سکیں۔ حضور انور پلیٹ فارم پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے حضور سے ایک نظم پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ دربار خلافت سے اذن کے بعد آپکے چھوٹے بیٹے محترم منظور احمد صاحب اور محترم عبد الرزاق صاحب نے درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

مسلمانو مبارک ہو مسیح کے جانشیں آئے
ہمارے بھاگ جاگے ہیں امیر المومنیں آئے
بشارت جن کے آنے کی خدا نے دی تھی احمد کو
بحمد اللہ وہی ابن المسیح ہی بالیقیں آئے
اتر آیا ہے کوئی چاند لے کر نور کی کرنیں
مسیح کی آنکھ کے تارے وہی روشن جبیں آئے
مسیح پاک کو بخشی خدا نے بے کراں رحمت
انہی فضلوں کے آقا بن کے وارث اور امیں آئے
ترے دیدار کی خاطر چلے آئے ہیں مستانے
لبوں پہ حمد کے نغمے لئے روح الامیں آئے
تو گذرا لودہراں سے ہوگئی ساری فضا روشن
شبِ پرنور آئی اور دن کیسے حسیں آئے
مسرت سے بھرے لمحے عبادت سے بھری گھڑیاں
غلاموں کے لئے آقا محبت کے نگیں لائے
خدا شاہد ہے سلطاں کو فخر تری غلامی پر
سعادت ہے ترے قدموں کے نیچے گر جبیں آئے

نظم سننے کے بعد حضور نے دریافت فرمایا، کس کا کلام ہے، عرض کی حضور میں نے لکھی ہے۔ حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا دوبارہ سناؤ۔ اسطرح دوبار سنکر غلام کی عزت افزائی فرمائی۔

اسیروں کی رستگاری

تقریباً 1940ء یا 1941ء کا واقعہ ہے کہ محترم نواب خان صاحب کے دو بیٹے محترم عاشق صاحب اور محترم صادق صاحب ایک ہندو بچی کے قتل کے الزام میں گرفتار ہو گئے۔ اس مقدمہ کو علاقہ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی، اور اس نے ہندو مسلم مقابلے کی صورت اختیار کر لی۔ مسلمان اور ہندو وکیل اس مقدمہ کی مفت پیروی کرنے لگے۔ شیخ محمد سلطان صاحب دینی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر محترم نواب خان کیساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے رہے، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں باقاعدگی سے مقدمے کے حالات لکھ کر دعا کی درخواست کرتے رہے۔ ٹھوس ثبوتوں کی بنا پر عدالت نے دونوں ملزمان کو موت کی سزا سنائی، اور ماتحت عدالتوں سے ہوتا ہوا مقدمہ لاہور میں ایک انگریز جج کی عدالت میں پہنچا۔ مسلمان وکلاء نے مقدمے کے بعض سقم واضح کرتے ہوئے جج سے خود موقعہ واردات کا معائنہ کرنے کی درخواست کی، جسے اسنے قبول کیا اور لاہور سے لودھراں جائے واردات دیکھنے گیا۔ اور فیصلہ کی تاریخ مقرر کی۔ محترم شیخ محمد سلطان صاحب نے اپنے آقا کو اس صورتحال سے آگاہ کیا اور فیصلہ کے دن خصوصی دعا کی درخواست کی۔ بعد کی روایات سے پتہ چلا کہ اس دن سخت گرمی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی چھت پر دیر تک ٹہلتے ہوئے ان اسیروں کی رستگاری کی دعا کی۔ مقررہ تاریخ پر علاقے کے لوگوں نے بڑی تعداد میں لاہور کا سفر اختیار کیا، اور عدالت زائرین سے کھچا کھچ بھر گئی۔ طویل سماعت اور فریقین کے وکلاء کے قانونی دلائل اور موشگافیوں کے بعد جج نے دونوں ملزمان کے باعزت بریت کے احکام جاری کئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کے طفیل سزائے موت کے یہ اسیر رستگار ہوئے۔ حضور انور کی خدمت اقدس میں فوراً اس فیصلہ کی اطلاع بھجوائی گئی۔ اور واپسی سفر کے دوران ٹرین کے مسافر لاہور سے لودھراں تک نعرہ ہائے تکبیر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے لگاتے آئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان اسیران کی نسلیں آج بھی ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں۔

مالی نقصان اور ہجرت

آپ اپنے بھائی کی ساجھے داری کیساتھ وسیع کاروبار کے مالک تھے، اور لاکھوں کی آمدنی تھی۔ مگر دوسری جنگ عظیم کے دوران حالات کی خرابی کی وجہ سے آپکو بھاری مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ خام چمڑے سے بھرا بحری جہاز کراچی بندرگاہ پر لمبا عرصہ رکا رہا اور وہیں پڑے پڑے سب مال ضائع ہو گیا اور آپ شدید مالی بحران کا شکار ہو گئے۔ آپ نے ان حالات کا پوری ہمت اور استقلال کیساتھ مقابلہ کیا اور توکل علی اللہ کا دامن نہ چھوڑا۔

آپ کے بڑے بھائی محترم شیخ مولا بخش صاحب اور بڑے بیٹے محترم شیخ مشتاق احمد صاحب مع اہل وعیال لودھراں سے قریبی قصبہ دُنیاپور منتقل ہو چکے تھے اور 1937ء میں مسجد بھی تعمیر کر چکے تھے۔ بعد ازاں آپ بھی مع اہل و عیال لودھراں سے ترک سکونت کر کے دُنیاپور آ گئے اور زندگی کے آخری چند سال یہیں گذارے۔

وفات

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے بہت فعال زندگی گذاری۔ ایمان کی دولت کے سبب عسر اور یسر میں راضی برضیٰ رہے۔ 24 ستمبر 1950ء اتوار کے دن نماز تہجد مسجد میں ادا کرنے کے بعد نماز باجماعت میں شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کچھ دیر آرام کیلئے لیٹے تو بلاوا آ گیا اور صبح ساڑھے آٹھ بجے بعمر 77 سال آپ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ جن افراد نے آپکے ساتھ نماز فجر ادا کی تھی جب انہیں وفات کی خبر پہنچی تو انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آتا تھا۔ نماز جنازہ میں بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے اور شہر کے مشہور قبرستان ''پیر شاہ جمال'' میں آسودہ خاک ہوئے۔

مسیح محمدی کی علمی اور فکری رزم گاہ میں قدم رکھنے کے بعد تادم واپسی اس عہد کو بخوبی نبھایا۔ آپ کے آقا و پیشوا نے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے اور توحید خالص کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے دلائل و براہین کے جو ہتھیار اپنے غلاموں کے ہاتھوں میں دیئے آپ نے انکا بھرپور استعمال کیا اور توفیق ایزدی سے بہتوں کو راہ راست پر لانے کی توفیق پائی۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ، پانچ بیٹے ایک بیٹی اور گیارہ پوتے پوتیاں یادگار چھوڑیں۔ بفضل خدا آج آپکی نسل دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور متعدد کو واقف زندگی کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق بھی مل رہی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

......☆......☆......☆......

اُمّ الکتاب

سورہ فاتحہ کی شان میں

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دعاء فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی
اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی
پڑھتے ہو پنج وقت اسی کو نماز میں
جاتے ہو اس کی رہ سے در بے نیاز میں
اس کی قسم کہ جس نے یہ سورت اُتاری ہے
اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے
میرے مسیح ہونے پہ یہ اِک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہد رب جلیل ہے
پھر میرے بعد اَوروں کی ہے انتظار کیا؟
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ مزاح کی چند دلچسپ روایات

(تنویر احمد ناصر، نائب ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف سیرت المہدی میں بیان فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت بامذاق واقع ہوئی تھی اور بعض اوقات آپ اپنے خدام کے ساتھ بطریق مزاح بھی گفتگو فرمالیتے تھے۔ دراصل حدِ اعتدال کے اندر جائز خوش طبعی بھی زندہ دلی کی علامت ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات اپنے صحابہ سے خوش طبعی کے طریق پر کلام فرماتے تھے...... جائز اور مناسب مزاح شانِ نبوت کے منافی نہیں بلکہ زندہ دلی کی علامت ہے اور مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت بامذاق طبیعت رکھتے تھے اور بعض اوقات تو خود ابتداءً مزاح کے طور پر کلام فرماتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 318)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''حضرت اقدس علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بالکل بے تکلف رہتے تھے اور ان کی ساری باتوں میں شریک ہوجاتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 274)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''بعض اوقات حضور علیہ السلام کسی ہنسی کی بات پر ہنستے تھے اور خوب ہنستے تھے۔ یہاں تک میَں نے دیکھا ہے کہ ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔ جسے آپ انگلی یا کپڑے سے پونچھ دیتے تھے۔ مگر آپ کبھی بیہودہ بات یا تمسخر یا استہزاء والی بات پر نہیں ہنستے تھے۔ بلکہ اگر ایسی بات کوئی آپ کے سامنے کرتا تو منع کر دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک تمسخر کا نامناسب فقرہ کسی سے کہا۔ آپ پاس ہی چارپائی پر لیٹے تھے۔ ہُوں ہُوں کرکے منع کرتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ یہ گناہ کی بات ہے۔ اگر حضرت صاحب نے منع نہ کیا ہوتا تو اس وقت میَں وہ فقرہ بھی بیان کر دیتا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ اس روایت سے مجھے ایک بات یاد آگئی کہ ایک دفعہ جب میَں ابھی بچہ تھا ہماری والدہ صاحبہ یعنی حضرت امّ المؤمنین نے مجھ سے مزاح کے رنگ میں بعض پنجابی الفاظ بتا بتا کر ان کے اردو مترادف پوچھنے شروع کئے۔ اس وقت میَں یہ سمجھتا تھا کہ شاید حرکت کے لمبا کرنے سے ایک پنجابی لفظ اردو بن جاتا ہے۔ اس خود ساختہ اصول کے ماتحت میَں جب اُوٹ پٹانگ جواب دیتا تھا تو والدہ صاحبہ بہت ہنستی تھیں اور حضرت صاحب بھی پاس کھڑے ہوئے ہنستے جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی مجھ سے ایک دو پنجابی الفاظ بتا کر ان کی اردو پوچھی اور پھر میرے جواب پر بہت ہنسے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اس وقت میَں نے ''کتّا'' کی اردو ''کوتا'' بتایا تھا۔ اور اس پر حضرت صاحب بہت ہنسے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 561)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ مزاح اور بے تکلفی کے متعلق آپ کے صحابہ کی چند روایات درج کی جارہی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نہایت شگفتہ طبیعت کے مالک تھے اور اپنے خدام کے ساتھ ہلکا پھلکا مزاح بھی کرلیا کرتے تھے۔ آپ نہایت پاکیزہ اور لطیف مزاح کیا کرتے تھے۔ نہایت سادہ الفاظ میں ایسی لطیف بات بیان کر جاتے تھے جو دل کے تاروں کو چھو کر فرط وانبساط اور بشاشت و محبت سے بھر دیتی تھی۔ لیکن کبھی ازراہ مزاح بھی آپ کوئی ایسی بات نہیں کرتے تھے جو کسی کو ناگوار گزرے اور دلآزاری کا موجب ہو۔ صحابہ آپ کا بہت ادب ملحوظ رکھتے تھے۔ بعض اوقات کسی صحابی سے گھبراہٹ میں کوئی ایسی بات سرزد ہوجاتی جو مجلس کیلئے ہنسی کا باعث ہوتی تو آپ اس کی طرف قطعاً توجہ نہ فرماتے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی شیر علی صاحب کو بلا کر کچھ ارشاد فرمایا۔ یا ان سے کچھ پوچھا مولوی صاحب نے (غالباً حضور کے رعب کی وجہ سے گھبرا کر) جواب میں اس طرح کے الفاظ کہے کہ ''حضور نے یہ عرض کیا تھا۔ تو مَیں نے یہ فرمایا تھا'' بجائے اس کے کہ اس طرح کہتے کہ حضور نے فرمایا تھا تو مَیں نے عرض کیا تھا۔ اس پر اہلِ مجلس ہنسی کو روک کر مسکرائے۔ مگر حضرت صاحب نے کچھ خیال نہ فرمایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اول تو حضرت صاحب کو اِدھر خیال بھی نہ گیا ہوگا۔ اور اگر گیا بھی ہو تو اس قسم کی بات کی طرف توجہ دینا یا اس پر مسکرانا آپ کے طریق کے بالکل خلاف تھا۔'' (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 562)

میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہوگیا ہے

''بیان کیا مفتی محمد صادق صاحب نے کہ ایک دفعہ جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکا اور سید آل محمد صاحب امروہوی نے آواز دی کہ حضور میں ایک نہایت عظیم الشان فتح کی خبر لایا ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جا کر ان کی بات سن لیں کہ کیا خبر ہے۔ میں گیا اور سید آل محمد صاحب سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا تو مولوی صاحب نے اُسے بہت سخت شکست دی۔ اور بڑا رگیدا۔ اور وہ بہت ذلیل ہوا وغیرہ وغیرہ۔ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کے پاس روانہ کیا ہے کہ جا کر اس عظیم الشان فتح کی خبر دوں۔ مفتی صاحب نے بیان کیا کہ میں نے واپس آکر حضرت صاحب کے سامنے آل محمد صاحب کے الفاظ دہرا دیئے۔ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا کہ (ان کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے) ''میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہوگیا ہے''۔ مفتی صاحب کہتے تھے کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یورپ میں اسلام قائم ہو جانے کا کتنا خیال تھا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 273)

اُن علماء کو اِنہیں دکھلا بھی تو دو

''منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ اوائل میں جب مَیں قادیان جاتا تو اس کمرے میں ٹھہرتا تھا جو مسجد مبارک سے ملحق ہے اور جس میں سے ہو کر حضرت صاحب مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک مولوی جو ذی علم شخص، قادیان آیا۔ بارہ نمبردار اس کے ساتھ تھے۔ وہ مناظرہ وغیرہ نہیں کرتا تھا بلکہ صرف حالات کا مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کو تنہائی میں وہ میرے پاس اس کمرہ میں آیا اور کہا کہ ایک بات مجھے بتائیں کہ مرزا صاحب کی عربی تصانیف ایسی ہیں کہ ان جیسی کوئی فصیح بلیغ عبارت نہیں لکھ سکتا۔ ضرور مرزا صاحب کچھ علماء سے مدد لے کر لکھتے ہونگے اور وہ وقت رات کا ہی ہوسکتا ہے تو کیا رات کو کچھ آدمی ایسے آپ کے پاس رہتے ہیں جو اس کام میں مدد دیتے ہوں میَں نے کہا مولوی محمد چراغ اور مولوی معین الدین ضرور آپ کے پاس رات کو رہتے ہیں۔ یہ علماء رات کو ضرور امداد کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کو میری یہ آواز پہنچ گئی اور حضور اندر بہت ہنسے۔ حتی کہ مجھ تک آپ کی ہنسی کی آواز آئی۔ اس کے بعد مولوی مذکور اُٹھ کر چلا گیا۔ اگلے روز جب مسجد میں بعد عصر حسب معمول حضور بیٹھے تو وہ مولوی بھی موجود تھا۔ حضور میری طرف دیکھ کر خود بخود ہی مسکرائے اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ ''اُن علماء کو اِنہیں دکھلا بھی تو دو'' اور پھر ہنسنے لگے۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی رات کا واقعہ حضور نے سُنایا اور وہ بھی ہنسنے لگے۔ میں نے چراغ اور معین الدین کو بلا کر مولوی صاحب کے سامنے کھڑا کر دیا۔ چراغ ایک بافِندہ اَن پڑھ حضرت صاحب کا نوکر تھا۔ اور معین الدین صاحب ان پڑھ نابینا تھے جو حضرت صاحب کے پیر دبایا کرتے تھے۔ وہ شخص ان دونوں کو دیکھ کر چلا گیا اور ایک بڑے تھال میں شیرینی لے کر آیا اور حضور سے عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمالیں۔ اب کوئی شک وشبہ میرے دل میں

نہیں رہا اور اس کے بارہ ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی بیعت ہو گئے۔ حضرت صاحب نے بیعت اور دعا کے بعد ان مولوی صاحب کو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ مٹھائی منشی صاحب کے آگے رکھ دو کیونکہ وہی آپ کی ہدایت کا باعث ہوئے ہیں۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 720)

ایک مسلمان پاگل نے ایک ہندو پاگل کو مسلمان کرلیا

''منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ سے ظہر کی نماز پڑھ کر آرہے تھے تو آپ نے میراں بخش سودائی کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا کہ وہ گول کمرے کے آگے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ہندو مست بڑا موٹا ڈنڈا لئے آیا۔ میراں بخش اس سے کہنے لگا کہ پڑھ کلمہ اور اس کے ہاتھ سے ڈنڈا لے کر مارا کہ پڑھ کلمہ لا الہ الا اللہ۔ اس نے جس طرح میراں بخش نے کہلوایا تھا کلمہ پڑھ دیا۔ فرمایا کہ میں بہت خوش ہوا کہ ایک مسلمان پاگل نے ایک ہندو پاگل کو مسلمان کر لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں تبلیغی مادہ ضرور ہے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 99)

بھرجائی کانِیّے سلام آکھناں واں

''مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیّت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں'' بھرجائی کانِیّے سلام آکھناں واں'' جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیّت ہے، نہ کہ مریم کی صدّیقیت کا اظہار۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کا یہ منشا نہیں تھا کہ نعوذ باللہ حضرت مریم صدیقہ نہیں تھیں بلکہ غرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کے ذکر سے خدا تعالیٰ کی اصل غرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو انسان ثابت کرے۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 732)

وہ بےچارہ ہر روٹی کے پیچھے دو دفعہ آگ کے جہنم میں داخل ہوتا ہے

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لنگر خانہ میں ایک شخص نان پز اور باورچی مقرر تھا۔ اس کے متعلق بہت شکایات حضور کے پاس پہنچیں۔ خصوصاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی طرف سے بہت شکایت ہوئی۔ حضور نے فرمایا۔ دیکھو وہ بے چارہ ہر روٹی کے پیچھے دو دفعہ آگ کے جہنم میں داخل ہوتا ہے (یعنی تندور کی روٹی لگاتے وقت) اور اتنی محنت کرتا ہے۔ اگر آپ کوئی واقعی دیانتدار باورچی مجھے لا دیں تو میں آج اسے نکال دوں۔ اس مطالبہ پر سب خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص واقعی اعلیٰ درجہ کا متقی امین اور دیانت دار ہو تو خدا اسے اس حالت میں رکھتا ہی نہیں کہ اُسے ایسی ادنیٰ نوکری نصیب ہو۔ اُسے تو غیب سے عزت و رزق ملتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد خدا نے اس شخص کو حضرت مسیح موعودؑ کی برکت اور ان کی خدمت کے طفیل عزت کی زندگی عطا کی اور رزق وافر سے حصہ دیا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 742)

وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کیلئے نیا کرتہ بنوالاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کرکے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ'' وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔'' چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی۔ لیکن محبت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اُترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 343)

دنیا میں ایک نذیر آیا

''اہلیہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) بی اے نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور فاطمہ اہلیہ مولوی محمد علی صاحب پوچھتی ہیں ''بشریٰ کی اماں! لڑکے کا نام کیا رکھا ہے؟ ''اتنے میں دائیں طرف سے آواز آتی ہے کہ ''نذیر احمد'' میرے خاوند نے یہ خواب حضرت اقدسؑ کو سنادیا۔ جب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ماسٹر صاحب نام پوچھنے گئے تو حضورؑ نے فرمایا کہ ''وہی نام رکھو جو خدا نے دکھایا ہے۔'' جب میں چلہ نہا کر گئی تو حضورؑ کو سلام کیا اور دعا کے لئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا ''انشاء اللہ۔ پھر حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا۔'' ایک نذیر دنیا میں آنے سے دنیا میں آگ برس رہی ہے اور اب ایک اور آگیا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 205)

خورشید الاسلام

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ دہلی میں ایک احمدی تھے۔ وہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں قادیان آئے۔ حضور ایک دن سیر کو نکلے تو احمدیہ چوک میں سیر میں ہمراہ جانے والوں کے انتظار میں کھڑے ہوگئے۔ ان دہلی والے دوست کا بچہ بھی پاس کھڑا تھا۔ فرمایا کہ یہ آپ کا لڑکا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ پھر پوچھا اس کا کیا نام ہے انہوں نے کہا ''خورشید الاسلام'' مسکرا کر فرمانے لگے خورشید تو فارسی لفظ ہے اور ترکیب نام کی عربی ہے۔ یہ غلط ہے۔ صحیح نام شمس الاسلام ہے۔ اس کے بعد ان صاحب نے اس بچہ کا نام بدل کر شمس الاسلام رکھدیا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 765)

سناتن دھرم

''امۃ الرحمن بنت قاضی ضیاء الدین صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضور جب ''سناتن دھرم'' کتاب تصنیف فرما رہے تھے تو ان دنوں میں مجھ کو بلانے آئے تو حضور کی زبان مبارک سے امۃ الرحمن کی جگہ سناتن دھرم کے لفظ نکل گئے۔ تو ایک دن میں نے حضور سے عرض کی حضور مجھ کو فکر ہو گیا۔ حضور کی زبان مبارک سے میری بابت یہ کیوں ہندو لفظ آجاتا ہے تو حضور نے فرمایا امۃ الرحمن یہ کوئی برا لفظ نہیں ہے۔ اس کے معنے ہیں پُرانا ایمان۔ پھر جب بھی یہ لفظ کہتے حضور ہنس پڑتے اور چہرہ چمک جاتا۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 322)

اب اس کو کھانے کو کچھ دو، یہ تھک گیا ہوگا

''رسول بی بی بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ بعض دفعہ مرزا نظام الدین کی طرف سے کوئی رذیل آدمی اس بات پر مقرر کر دیا جاتا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسا آدمی ساری رات گالیاں نکالتا رہتا تھا۔ آخر جب سحری کا وقت ہوتا تو حضرت جی دادی صاحبہ کو کہتے کہ'' اب اس کو کھانے کو کچھ دو، یہ تھک گیا ہوگا، اس کا گلا خشک ہو گیا ہوگا۔'' میں حضرت جی کو کہتی کہ ایسے کم بخت کو کچھ نہیں دینا چاہئے۔ تو آپ فرماتے ''ہم اگر بدی کریں گے تو خدا دیکھتا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 102)

میاں نور محمد تو لحد کی مشق کر رہے ہیں

''حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں اور حافظ نبی بخش صاحب حضرت صاحب کی ملاقات کیلئے گئے تو آپ نے عشاء کے بعد حافظ نبی بخش صاحب سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''میاں نبی بخش آپ کہاں لیٹیں گے؟ میاں نور محمد تو لحد کی مشق کر رہے ہیں'' بات یہ تھی کہ اس وقت میں جہاں لیٹا ہوا تھا میرے نیچے ایک ٹکڑا سرکنڈے کا پڑا تھا جو قد آدم لمبا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ نے بطور مزاح ایسا فرمایا۔ کیونکہ دستور ہے کہ مردہ کو کسی سرکنڈہ سے ناپ کر لحد کو اس کے مطابق درست کیا کرتے ہیں۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 318)

ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا سوائے خارش کے

’’ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۹۲ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دُنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 551)

قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بلاتا ہے

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے گھر میں ایک خادمہ عورت رہتی تھی جس کا نام مہرو تھا۔ وہ بیچاری ایک گاؤں کی رہنے والی تھی اور ان الفاظ کو نہ سمجھتی تھی جو ذرا زیادہ ترقی یافتہ تمدن میں مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ ایک خلال لاؤ، وہ جھٹ گئی اور ایک پتھر کا ادویہ کوٹنے والا کھرل اُٹھالائی جسے دیکھ کر حضرت صاحب بہت ہنسے اور ہماری والدہ صاحبہ سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ دیکھو میں نے اس سے خلال مانگا تھا اور یہ کیا لے آئی ہے۔ اسی عورت کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میاں غلام محمد کاتب امرت سری نے دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ کاتب آیا ہے۔ یہ پیغام لے کر وہ حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ حضور قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بلاتا ہے۔ حضرت صاحب بہت ہنسے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 319)

’’کتا راتوں۔ گھوڑا ساتوں۔ آدمی باتوں‘‘

’’ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے پنجابی مثل ہے کہ ’’کتا راتوں۔ گھوڑا ساتوں۔ آدمی باتوں‘‘۔ یعنی کُتا تو ایک رات میں چراغوں کا تیل چاٹ کر موٹا ہو جاتا ہے (اگلے زمانہ میں لوگ مٹی کے کھلے چراغ جلایا کرتے تھے۔ اور ان میں تل یا سرسوں کا تیل استعمال ہوتا تھا جسے بعض اوقات کتے چاٹ جایا کرتے تھے) اور گھوڑا سات دن کی خدمت سے بارونق اور فربہ ہو جاتا ہے۔ مگر آدمی کا کیا ہے وہ اکثر ایک بات سے ہی اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ اس کے سُنتے ہی اس کے چہرہ اور بدن پر رونق اور صحت اور سُرخی آ جاتی ہے اور فوراً ذرا سی بات ہی ایک عظیم الشان تغیر اس کی حالت میں پیدا کر دیتی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر مجھے حضرت مسیح ناصری کا یہ قول یاد آ گیا ’’آدمی روٹی سے نہیں جیتا‘‘ اس میں شُبہ نہیں کہ انسانی خلقت میں خدا نے ایسا مادہ رکھا ہے کہ اس پر جذبات بہت گہرا اثر کرتے ہیں اور کسی کی ذرا سی محبت بھری نظر اس کے اندر زندگی کی لہر پیدا کر دیتی ہے اور ذرا سی چشم نمائی اس کی امنگوں پر اوس ڈال دیتی ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 765)

کرنا اور کہنا میں فرق

’’منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ کرنا کھلا ہوا تھا اور بہت مہک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا! کہ دیکھو کرنا اور کہنا اس میں بڑا فرق ہے۔ حضور نے فرمایا۔ پنجاب میں کہنا مکڑی کو کہتے ہیں (یعنی کرنا خوشبودار چیز ہے اور کہنا ایک مکروہ چیز ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 110)

تم یوں بیٹھی ہو جس طرح بٹالہ میں مجرم بیٹھے ہوتے ہیں

’’عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد علی صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں کئی بار بیعت کرنے کو گئی۔ ہم چار عورتیں تھیں۔ جب حضرت صاحب عصر کے بعد باہر سے تشریف لائے تو فرمایا کہ ’’تم یوں بیٹھی ہو جس طرح بٹالہ میں مجرم بیٹھے ہوتے ہیں‘‘ ہم سب کی بیعت لی۔ میں نے اپنے لڑکے اسکول میں داخل کرائے ہوئے تھے۔ استاد نے مارا۔ میں نے جا کر حضور کے پاس شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا ’’اب نہیں ماریں گے۔ تم کوئی فکر نہ کرو‘‘ میں نے کہا حضور یتیم لڑکا ہے۔ اسکول والوں نے فیس لگا دی ہے۔ فرمایا ’’فیس معاف ہو جائے گی‘‘ علاوہ اس کے ایک روپیہ ماہوار جیب خاص سے مقرر فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ بورڈنگ میں نہیں جاتا، روتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’کچھ حرج نہیں گھر میں ہی رہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 207)

جتنے اخروٹ ہیں اتنی ہی گریاں لیں گے

’’اہلیہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ آپ علیہ السلام کی طبیعت میں کسی قدر مذاق بھی تھا۔ ایک دفعہ آپؑ نے ایک لڑکی کو اخروٹ توڑنے کے لئے دیئے اور فرمایا کہ جتنے اخروٹ ہیں اتنی ہی گریاں لیں گے۔ ایک عورت نے کہا کہ حضور! اخروٹوں میں سے گریاں بہت نکلتی ہیں تو حضور مسکرائے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 244)

اس کی ساس اچھی ہے
بیٹے کو تو روٹی دیتی ہے مگر بہو کو حلوہ پوری

’’مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں آگرہ سے آئی تھی۔ میرے ساتھ ایک ملازمہ تھی۔ میری لڑکی عزیزہ رضیہ بیگم جو کہ ابھی چار سال کی تھی وہ اس کی کھلاوی تھی۔ چونکہ باتیں مزاح کی بھی اس کو سکھایا کرتی تھی۔ ایک دن حضور علیہ السلام آنگن میں ٹہل رہے تھے۔ عزیزہ سلمہا نے چھوٹا سا برقعہ پہنا ہوا تھا۔ وہ حضورؑ کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ حضورؑ ٹھہر گئے۔ عزیزہ نے رونی صورت بنا کر کہا۔ اُوں اُوں مجھے جلدی بلا لینا۔ حضورؑ نے فرمایا ’’تم کہاں چلی ہو؟‘‘ وہ نوکر کی سکھائی ہوئی کہنے لگی کہ میں سسرال چلی ہوں۔ اس پر حضورؑ خوب ہنسے۔ فرمایا ’’سسرال جا کر کیا کرو گی؟‘‘ کہنے لگی ’’حلوہ پوری کھاؤں گی‘‘ پھر آنگن میں ایک چکر لگایا۔ پھر آ کر حضورؑ کے قدموں سے چمٹ گئی۔ حضورؑ نے فرمایا ’’سسرال سے آ گئی ہو؟ تمہاری ساس کیا کرتی تھی؟‘‘ عزیزہ سلمہا نے کہا کہ روٹی پکاتی تھی۔ ’’تمہارے میاں کیا کرتے تھے؟‘‘ کہا کہ روٹی کھاتے تھے۔ پھر پوچھا ’’تم کیا کھا کر آئی ہو؟‘‘ کہنے لگی ’’حلوہ پوری‘‘ حضورؑ نے فرمایا ’’اس کی ساس اچھی ہے بیٹے کو تو روٹی دیتی ہے مگر بہو کو حلوہ پوری‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 238)

یہ بھینی تو قادیان کے اندر آ جائے گی

’’محترمہ اہلیہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ صبح کے وقت حضورؑ بسراواں کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جس وقت چھوٹی بھینی جو بڑی بھینی کے مشرق کی طرف ہے کے پاس سے گزر کر ذرا آگے بڑھے تو ام حبیبہ زوجہ مرزا خدا بخش صاحب نے کہا کہ حضور! اب آگے نہ بڑھیں میں تھک گئی ہوں۔ اب واپس چلیں۔ تو حضور علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا کہ تم ابھی تھک گئی ہو یہ بھینی تو قادیان کے اندر آ جائے گی۔ اس وقت تم کو یہاں کسی کے گھر آنا پڑا تو اس وقت کیا کرو گی؟‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 286)

بڑے بھی گر جاتے ہیں

’’منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ بارش ہو کر تھمی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر کو جا رہے تھے۔ میاں چراغ جو اس وقت لڑکا تھا اور بہت شوخ تھا۔ چلتے چلتے گر پڑا۔ میں نے کہا اچھا ہوا! یہ بڑا شریر ہے۔ حضرت صاحب نے چپکے سے فرمایا کہ بڑے بھی گر جاتے ہیں۔ یہ سن کر میرے تو ہوش گم ہو گئے اور بمشکل وہ سیر طے کر کے واپسی پر اسی وقت اندر گیا جبکہ حضور واپس آ کر بیٹھے ہی تھے۔ میں نے کہا حضور میرا قصور معاف فرمائیں۔ میرے آنسو جاری تھے۔ حضور فرمانے لگے کہ آپ کو تو ہم نے نہیں کہا، آپ تو ہمارے ساتھ ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 110)

ہم کہاں بزم شہریار کہاں

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی اپنے بچوں کو پیار سے چھیڑا بھی کرتے تھے اور وہ اس طرح سے کہ کبھی کسی بچہ کا پہنچہ پکڑ لیا۔ اور کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہے یا بچہ لیٹا ہوا ہو تو اس کا پاؤں پکڑ کر اس کے تلوے کو سہلانے لگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کی اس روایت نے میرے دل میں ایک عجیب درد آمیز مسرت و امتنان کی یاد تازہ کی ہے کیونکہ یہ پہنچہ پکڑ کر خاموش ہو جانے کا واقعہ میرے ساتھ بھی (ہاں اس خاکسار عاصی کے ساتھ جو خدا کے مقدس مسیح کی جوتیوں کی خاک جھاڑنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا) کئی دفعہ گذرا ہے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ورنہ ’’ہم کہاں بزم شہریار کہاں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 305)

......☆......☆......☆......

: تاریخ وار :

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعض واقعات

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ اپنی کتاب سیرت المہدی میں تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء

ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء

ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء

صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء

حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی شادی (غالباً)

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء

نحو و منطق وحکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء

ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء

ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کو رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء

ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء

حضرت مسیح موعودؑ کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء

مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء

حضرت مسیح موعودؑ کا آٹھ یا نو ماہ تک لگا تار روزے رکھنا۔ (غالباً)

۱۸۷۶ء

تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

۱۸۷۷ء

اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاک خانہ (غالباً)، سفر سیالکوٹ۔

۱۸۷۸ء

انعامی مضمون رقمی پانچ صد روپیہ بمقابلہ آریہ سماج۔ تیاری تصنیف براہین احمدیہ (غالباً)

۱۸۷۹ء

ابتداء تصنیف براہین احمدیہ و اعلان طبع و اشاعت

۱۸۸۰ء

اشاعت حصہ اوّل و دوم براہین احمدیہ۔

۱۸۸۲ء

اشاعت حصہ سوم براہین احمدیہ و الہام ماموریت قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

۱۸۸۳ء

وفات مرزا غلام قادر صاحب برادر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۸۴ء

اشاعت حصہ چہارم براہین احمدیہ۔ اشتہار اعلان دعویٰ مجددیت و اشتہار دعوت برائے دکھانے نشان آسمانی۔ تعمیر مسجد مبارک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کُرتے پر چھینٹے پڑنے کا نشان۔ نکاح حضرت ام المومنین بمقام دہلی۔

۱۸۸۵ء

لیکھرام کا قادیان میں آنا۔ قادیان کے آریوں کے ساتھ نشان آسمانی دکھانے کی قرارداد۔

۱۸۸۶ء

چلّہ ہوشیار پور۔ الہام دربارہ مصلح موعود۔ مناظرہ ماسٹر مرلی دھر بمقام ہوشیار پور۔ ولادت عصمت۔ تصنیف و اشاعت سرمہ چشم آریہ۔

۱۸۸۷ء

تصنیف و اشاعت شحنہ حق۔ ولادت بشیر اوّل۔

۱۸۸۸ء

پیشگوئی دربارہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری و نکاح محمدی بیگم، وفات بشیر اوّل، اشتہار اعلان بیعت۔

۱۸۸۹ء

ولادت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی۔ بیعت اولیٰ بمقام لدھیانہ۔ سفر علیگڑھ۔

۱۸۹۰ء

تصنیف فتح اسلام و توضیح مرام۔

۱۸۹۱ء

سفر لدھیانہ۔ اشاعت فتح اسلام و توضیح مرام۔ اعلان دعویٰ مسیحیت۔ دعوت مباحثہ بنام مخالف علماء۔ مناظرہ مولوی محمد حسین بٹالوی بمقام لدھیانہ (الحق لدھیانہ) سفر دہلی۔ تیاری مناظرہ مولوی نذیر حسین دہلوی بمقام جامع مسجد دہلی۔ مناظرہ مولوی محمد بشیر بھوپالوی بمقام دہلی (الحق دہلی) سفر پٹیالہ۔ ولادت شوکت۔ وفات عصمت۔ تصنیف و اشاعت ازالہ اوہام۔ اعلان دعویٰ مہدویت طلاق زوجہ اوّل۔ فتویٰ کفر۔ تصنیف واشاعت آسمانی فیصلہ۔ پہلا سالانہ جلسہ۔

۱۸۹۲ء

سفر لاہور۔ مناظرہ مولوی عبدالحکیم کلانوری بمقام لاہور۔ سفر سیالکوٹ۔ سفر جالندھر۔ وفات شوکت۔ تصنیف و اشاعت نشان آسمانی۔ موت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری۔ ابتداء تصنیف آئینہ کمالات اسلام۔

۱۸۹۳ء

بقیہ تصنیف و اشاعت آئینہ کمالات اسلام۔ قادیان میں پریس کا قیام۔ دعوت مباہلہ بنام مخالفین۔ مخالفین کو آسمانی نشان دکھانے کی دعوت۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی میعادی چھ سال۔ عربی میں مقابلہ کی دعوت۔ تصنیف و اشاعت برکات الدعاء۔ ولادت خاکسار مرزا بشیر احمد۔ تصنیف و اشاعت حجۃ الاسلام و سچائی کا اظہار۔ مناظرہ آتھم بمقام امرتسر و پیشگوئی در بارہ آتھم (جنگ مقدس) مباہلہ عبدالحق غزنوی بمقام امرتسر۔ تصنیف و اشاعت تحفہ بغداد و کرامات الصادقین و شہادۃ القرآن۔

۱۸۹۴ء

تصنیف و اشاعت حمامۃ البشریٰ۔ نشان کسوف و خسوف۔ تصنیف و اشاعت نور الحق و اتمام الحجۃ و سر الخلافہ۔ پیشگوئی آتھم کی میعاد گذر جانے اور آتھم کے بوجہ رجوع الی الحق کے نہ مرنے پر مخالفین کا شور و استہزاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جوابی اشتہارات۔ تصنیف و اشاعت انوار الاسلام۔

۱۸۹۵ء

ولادت مرزا شریف احمد صاحب۔ تصنیف منن الرحمٰن۔ اس تحقیق کے متعلق کہ عربی ام الالسنہ ہے تصنیف و اشاعت نور القرآن۔ سفر ڈیرہ بابا نانک۔ تصنیف و اشاعت ست بچن۔ مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر واقع سری نگر کی تحقیق کا اعلان۔ تصنیف و اشاعت آریہ دھرم۔

۱۸۹۶ء

تحریک تعطیل جمعہ۔ موت آتھم۔ ابتدا تصنیف انجام آتھم۔ تصنیف و اشاعت اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نشان جلسہ اعظم مذاہب لاہور۔

۱۸۹۷ء

اشاعت انجام آتھم۔ مخالف علماء کو نام لے لے کر مباہلہ کی دعوت۔ موت لیکھرام۔ ولادت مبارکہ بیگم۔ تلاشی مکانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تصنیف و اشاعت استفتاء و سراج منیر و تحفہ قیصریہ و حجۃ اللہ و محمود کی آمین و سراج الدین عیسائی کے سوالوں کا جواب۔ قادیان میں ترکی قونسلر کی آمد۔ مقدمہ اقدام قتل منجانب پادری مارٹن کلارک۔ مقدمہ انکم ٹیکس۔ الحکم کا اجراء امرتسر سے۔ سفر ملتان برائے شہادت۔ میموریل بخدمت وائسرائے ہند برائے اصلاح مذہبی مناقشات۔ ابتدائی تصنیف کتاب البریّہ۔ تجویز قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

۱۸۹۸ء

قیام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اشاعت کتاب البریّہ۔ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی۔ الحکم کا اجراء قادیان سے۔ تصنیف فریاد درد۔ تصنیف و اشاعت ضرورۃ الامام۔ تصنیف نجم الہدیٰ۔ تصنیف و اشاعت راز حقیقت و کشف الغطاء۔ جماعت

کے نام رشتہ ناطہ اور غیر احمدیوں کی امامت میں نماز پڑھنے کے متعلق احکام۔تصنیف ایام الصلح

۱۸۹۹ء

اشاعت ایام الصلح ۔مقدمہ ضمانت برائے حفاظت امن منجانب مولوی محمد حسین بٹالوی۔ تصنیف و اشاعت حقیقۃ المہدی۔تصنیف مسیح ہندوستان میں ۔ولادت مبارک احمد۔تصنیف و اشاعت ستارہ قیصریہ۔جماعت میں عربی کی تعلیم کے لئے سلسلہ اسباق کا جاری کرنا۔تصنیف تریاق القلوب۔

۱۹۰۰ء

مسجد مبارک کے رستہ میں مخالفین کی طرف سے دیوار کا کھڑا کر دیا جانا ۔تصنیف تحفہ غزنویہ۔ خطبہ الہامیہ بر موقع عید الاضحیٰ۔بشپ آف لاہور کو مقابلہ کا چیلنج۔تجویز عمارت منارۃ المسیح۔ فتویٰ ممانعت جہاد۔تصنیف و اشاعت رسالہ جہاد ۔تصنیف لجۃ النور۔ابتدا تصنیف تحفہ گولڑویہ۔تصنیف و اشاعت اربعین۔جماعت کا نام احمدی رکھا جانا۔

۱۹۰۱ء

بقیہ تصنیف تحفہ گولڑویہ۔تصنیف خطبہ الہامیہ۔ تصنیف و اشاعت اعجاز المسیح ۔بشیر و شریف و مبارکہ کی آمین ۔مقدمہ دیوار وہدم دیوار۔

۱۹۰۲ء

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو انگریزی کا اجراء۔ تصنیف و اشاعت دافع البلاء والہدیٰ۔تصنیف نزول المسیح ۔اشاعت تحفہ گولڑویہ وتحفہ غزنویہ و خطبہ الہامیہ و تریاق القلوب ۔البدر کا قادیان سے اجراء ۔نکاح خاکسار مرزا بشیر احمد۔نکاح و شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ تصنیف و اشاعت کشتی نوح وتحفہ ندوہ۔مناظرہ مابین مولوی سیّد سرور شاہ صاحب و مولوی ثناء اللہ امرتسری بمقام مُدّ ضلع امرتسر۔تصنیف و اشاعت اعجاز احمدی وریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی۔مولوی ثناءاللہ کا قادیان آنا۔

۱۹۰۳ء

تصنیف و اشاعت مواہب الرحمٰن ۔سفر جہلم برائے مقدمہ مولوی کرم دین ۔تصنیف و اشاعت نسیم دعوت وسناتن دھرم ۔منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ کا رکھا جانا۔طاعون کا پنجاب میں زور اور بیعت کی کثرت کا آغاز۔ولادت امۃ النصیر۔مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور میں۔ شہادت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید بمقام کابل ۔تصنیف و اشاعت تذکرۃ الشہادتین وسیرۃ الابدال ۔وفات امۃ النصیر۔

۱۹۰۴ء

مقدمہ مولوی کرم دین گورداسپور میں ۔سفر لاہور اور لیکچر لاہور۔سفر سیالکوٹ اور لیکچر سیالکوٹ۔ اعلان دعویٰ مثیل کرشن ۔ولادت امۃ الحفیظ بیگم۔ فیصلہ مقدمہ مولوی کرم دین ماتحت عدالت میں ۔

۱۹۰۵ء

بڑا زلزلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ میں جا کر قیام کرنا۔تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔البدر کا بدر میں تبدیل ہونا۔وفات حضرت مولوی عبد الکریم صاحب۔وفات مولوی برہان الدین صاحب جہلمی ۔تجویز قیام مدرسہ احمدیہ قادیان ۔سفر دہلی وقیام لدھیانہ وامرتسر ولیکچر ہر دو مقامات ۔الہامات قرب وصال۔ تصنیف و اشاعت الوصیت ۔تجویز قیام مقبرہ بہشتی ۔

۱۹۰۶ء

اشاعت ضمیمہ الوصیت ۔ابتدا انتظام بہشتی مقبرہ۔ قیام صدر انجمن احمدیہ قادیان۔تصنیف و اشاعت چشمہ مسیحی ۔تصنیف تجلیات الٰہیہ ۔شادی خاکسار مرزا بشیر احمد۔ولادت نصیر احمد پسر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔تشحیذ الاذہان کا اجراء۔

۱۹۰۷ء

تصنیف و اشاعت قادیان کے آریہ اور ہم۔ ہلاکت اراکین اخبار شبھ چنتک قادیان۔ ہلاکت ڈوئی۔ ہلاکت سعد اللہ لدھیانوی ۔تصنیف و اشاعت حقیقۃ الوحی ۔ ولادت امۃ السلام دختر خاکسار مرزا بشیر احمد۔نکاح مبارک احمد۔وفات مبارک احمد۔توسیع مسجد مبارک ۔ نکاح مرزا شریف احمد۔ نکاح مبارکہ بیگم۔جلسہ وچھووالی لاہور و مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۹۰۸ء

تصنیف و اشاعت چشمہ معرفت ۔فنانشل کمشنر پنجاب کا قادیان آنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات ۔سفر لاہور۔رؤسا کو تبلیغ بذریعہ تقریر۔تصنیف لیکچر پیغام صلح۔الہام دربارہ قرب وصال۔وصال حضرت مسیح موعودؑ بمقام لاہور۔قیام خلافت و بیعت خلافت بمقام قادیان ۔تدفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(سیرت المہدی، جلد اول ،حصہ دوم، صفحہ 443تا448)

......☆......☆......☆......

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
رسولِؐ حق کو مٹی میں سُلایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
خدانے پھر تمہیں اب ہے بُلایا
ہمیں یہ رہ خدا نے خود دکھا دی
کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
تمہیں کس نے یہ تعلیمِ خطا دی
وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدانے اک جہاں کو یہ سنا دی
مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
خدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے
سنو اب وقت توحیدِ اتم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی

دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا
مسیحؑا کو فلک پر ہے بٹھایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
کہ سوچو عزتِ خیرالبرایا
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے
وہ خود کیوں مُہرِ ختمیّت مٹاوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
معمّہ کھُل گیا روشن ہوئی بات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
ستم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو)

اللہ تعالیٰ کے کاروبار کو کون باطل کر سکتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کے کسی مفتری کی نظیر دو جس نے ۲۵ برس پیشتر اپنی گمنامی کی حالت میں ایسی پیشگوئیاں کی ہوں اور وہ یوں روز روشن کی طرح پوری ہوگئی ہوں۔اگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر دے تو یقینا یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور کاروبار باطل ہوجائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے کاروبار کو کون باطل کر سکتا ہے؟''

(روحانی خزائن جلد 20،لیکچر لدھیانہ، صفحہ 255)

کلام الامام

''اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد4، صفحہ 344)

ریا سے بڑھ کر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(مرتبہ: ایوب علی خان، مبلغ سلسلہ)

ریا کاری ایک بہت ہی بُرا فعل ہے۔ اللہ اور اسکے رسول نے ریا کاری سے منع فرمایا ہے۔ قرآن وحدیث میں اسکی بہت مذمّت وارد ہوئی ہے۔ ذیل میں خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ارشادات پیش کرتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریا کاری سے بچنے کی تلقین ونصیحت فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

بدیوں کے ترک پر اس قدر ناز نہ کرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نہ کرو گے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہ ہو اس وقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس وخاشاک کو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اُس مرد سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اُسے کچھ ضرورت تھی۔ اس نے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آ گئی ہے مگر اس کے واسطے روپیہ نہیں ہے۔ ایک بندۂ خدا نے یہ سن کر دس ہزار روپیہ رکھ دیا۔ اس بزرگ نے اُٹھ کر اس کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائے گا۔ جب اس شخص نے ان باتوں کو سُنا تو وہ اُٹھ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یا حضرت مجھے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی۔ وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے۔ اس لیے وہ واپس دے دو۔ اُس بزرگ نے تو اُسے روپیہ دیدیا، مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہ اس کی اپنی بدنیتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سن کر جوش میں آ گیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہ عذر بنالیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لے کر چلا گیا اور لوگ اُسے برا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گزری تو وہی شخص روپیہ لئے ہوئے اس بزرگ کے گھر پہنچا اور آ کر انہیں آواز دی۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ انہیں جگایا اور وہی دس ہزار رکھ دیا اور کہا کہ حضرت میں نے یہ روپیہ اس وقت اس لیے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں۔ میری نیت تو اور تھی۔ اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرنے تک اس کا ذکر نہ کریں۔ یہ سنکر وہ بزرگ رو پڑے۔ اس نے پوچھا کہ آپ روئے کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رونا اس لیے آیا ہے کہ تونے ایسا اخفاء کیا ہے کہ جب تک یہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کریں گے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کر دیا۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے

جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اُسے عزت دیتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چُھپ کر خدا کے لیے کرو گے وہ مخفی رہے گا۔ ریا سے بڑھ کر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں۔ ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے۔ مگر ریا ہر مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا تعالیٰ کے لیے کرے۔ ریا کاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے لیے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے۔ لیکن جب ریا کا موقعہ ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لیے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اس لیے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 666، ایڈیشن 2003، مطبوعہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں۔ مگر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو بہت کچھ خرچ کرتے ہیں مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے۔ بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بھیجا ہے اور جب اسے کھولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بھیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہ مقام میسر آتا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اُسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر جب انسان پہنچتا ہے تو وہ فنا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 665)

ریا کاری اور بناوٹ سے بچو

اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو۔ ریا کاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لے کر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاوے گا اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہوسکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اس کا ہو جاوے اسے چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے۔

یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے تمہیں روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے

دل بایار دست باکار

تمہارا اُسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع وشریٰ انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کیلئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لیے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں......

خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو انسان کو چاہئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنالیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو خواہ اس کو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا خیانت، شرارت باقی نہ ہو۔ وہ خالصۃً للہ ہوں۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 104)

عُجب اور رِیا

عُجب اور رِیا بہت مہلک چیزیں ہیں ان سے انسان کو بچنا چاہئے انسان ایک عمل کر کے لوگوں کی مدح کا خواہاں ہوتا ہے۔ بظاہر وہ عمل عبادت وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو مگر نفس کے اندر ایک خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ فلاں فلاں لوگ مجھے اچھا کہیں اس کا نام ریا ہے اور عُجب یہ کہ انسان اپنے عمل سے اپنے آپ کو اچھا جانے کہ نفس خوش ہو ان سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہئے کہ اعمال کا اجر ان سے باطل ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 567)

قبولیت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے

تذکرۃُ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص چاہتا تھا کہ وہ لوگوں کی نظر میں بڑا قابل اعتماد بنے اور لوگ اسے نمازی اور روزہ دار اور بڑا پاکباز کہیں اور اسی نیت سے وہ نماز لوگوں کے سامنے پڑھتا اور نیکی کے کام کرتا تھا مگر وہ جس گلی میں جاتا اور جدھر اس کا گزر ہوتا تھا لوگ اسے کہتے تھے کہ یہ دیکھو یہ شخص بڑا ریا کار ہے اور اپنے آپ کو لوگوں میں نیک مشہور کرنا چاہتا ہے۔ پھر آخر کار اس کے دل میں ایک دن خیال آیا کہ میں کیوں اپنی عاقبت کو برباد کرتا ہوں خدا جانے کس دن مرجاؤں گا کیوں اس لعنت کو اپنے لیے تیار کر رہا ہوں اس نے صاف دل ہو کر پورے صدق وصفا اور سچے دل سے توبہ کی اور اس وقت سے نیت کر لی کہ میں سارے نیک

اعمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا کروں گا اور کبھی کسی کے سامنے نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا کرنا شروع کردیا اور یہ پاک تبدیلی اسکے دل میں بھر گئی۔ نہ صرف زبان تک ہی محدود رہی۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایسا بنالیا کہ تارک صوم وصلوٰۃ ہے اور گندہ اور خراب آدمی ہے مگر اندرونی طور پر پوشیدہ اور نیک اعمال بجالاتا تھا۔ پھر وہ جدھر جاتا اور جدھر اس کا گزر ہوتا تھا لوگ اور لڑکے اسے کہتے تھے کہ دیکھو یہ شخص بڑا نیک اور پارسا ہے۔ یہ خدا کا پیارا اور اسکا برگزیدہ ہے۔

غرض اس سے یہ ہے کہ قبولیت اصل میں آسمان سے نازل ہوتی ہے اولیاء اور نیک لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھا کرتے ہیں وہ اپنے صدق وصفا کو دوسروں پر ظاہر کرنا عیب جانتے ہیں۔ ہاں بعض ضروری امور کو جن کی اجازت شریعت نے دی ہے یا دوسروں کو تعلیم کے لیے اظہار بھی کیا کرتے ہیں۔

نیکی جو صرف دکھانے کی غرض سے کی جاتی ہے وہ ایک لعنت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کے ساتھ دوسروں کا وجود بالکل ہیچ جاننا چاہئے دوسروں کے وجود کو ایک مردہ کیڑا کی طرح خیال کرنا چاہئے کیونکہ وہ کچھ کسی کا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ سنوار سکتے ہیں۔ نیکی کو نیک لوگ اگر ہزار پردوں کے اندر بھی کریں تو خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ اسے ظاہر کردیگا اور اسی طرح بدی کا حال ہے بلکہ لکھا ہے کہ اگر کوئی عابد زاہد خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور اس صدق اور جوش کا جو اس کے دل میں ہے انتہا کے نقطہ تک اظہار کررہا ہو اور اتفاقاً کنڈی لگانا بھول گیا ہو تو کوئی اجنبی باہر سے آکر اس کا دروازہ کھول دے تو اس کی حالت بالکل وہی ہوتی ہے جو ایک زانی کی عین زنا کے وقت پکڑا جانے سے کیونکہ اصل غرض تو دونوں کی ایک ہی ہے یعنی اخفائے راز اگرچہ رنگ الگ الگ ہیں ایک نیکی کو اور دوسرا بدی کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے غرض خدا کے بندوں کی حالت تو اس نقطہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ نیک بھی چاہتے ہیں کہ ہماری نیکی پوشیدہ رہے اور بد بھی اپنی بدی کو پوشیدہ رکھنے کی دعا کرتا ہے مگر اس امر میں دونوں نیک وبد کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قانون بنا رکھا ہے کہ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرہ: ۷۳)

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 186-187)

حسب مصلحت اعمال بجالاؤ

قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ۔ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کیلئے بہتر ہے۔ اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں۔ اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کرسکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اُس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا سِرًّا وَّعَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرمادی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا۔ بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

(کشتی نوح، صفحہ 31، 32)

……☆……☆……

جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہوگئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا اُن کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا۔ سو چھٹے ہزار کا اخیر ہوگیا۔ اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ سو مدت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور لکھا تھا کہ اس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ ہوگا گرہن لگے گا۔ سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوچکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہوگی اس کی خبر انجیل میں بھی موجود ہے سو دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 24)

نذرانۂ عقیدت

بحضور امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ملّتِ بیضا مبارک تجھ کو رعنائی تری
بعد اک مدّت کے ہے اُمید برآئی تری

اے مسیحِ وقت قرباں جاؤں تیرے نام پر
معجزے کیا کیا دکھاتی ہے مسیحائی تری

دُور سے آیا ہے تُو اور دیر سے آیا ہے تُو
بعد صدیوں کے ہمیں صُورت نظر آئی تری

گاہ ڈھونڈا آسماں پر گاہ غاروں میں تجھے
تھی تری آمد سے پہلے خلق شیدائی تری

کل جو شیدائی تھے اب وہ مبتلائے وہم ہیں
زعم سے ان کے کہیں برتر ہے رعنائی تری

جو سمجھتے تھے تجھے روشن ستارے کی طرح
اے خورِ تاباں انہیں گرمی نہ راس آئی تری

غوطہ زن ہو جس قدر بھی عقل پاسکتی نہیں
قلزمِ عرفان! گہرائی نہ پہنائی تری

جو بشر نادان ہیں لقمان بن جائیں سبھی
ڈال دے گر عکس اپنا اُن پہ دانائی تری

اَے خدا کے شیر اَے اسلام کے بطلِ جری
لرزہ براندام ہیں ہیبت سے عیسائی تری

کم ہے کیا یہ معجزہ مُردے ہزاروں جی اُٹھے
قُمْ بِإِذْنِ الله کی جونہی صدا آئی تری

چند مُردے ابنِ مریم نے کئے زندہ تو کیا
ایک عالم کر گئی زندہ مسیحائی تری

یُوسفِ آخر زماں آئے گی آخر وہ گھڑی
سر جھکا کر مان لیں گے برتری بھائی تری

تجربہ ہے بارہا کا آپ ہی رُسوا ہوا
یا مسیح اللہ! چاہی جس نے رُسوائی تری

چودھویں کا چاند بھی تجھ کو نظر آتا نہیں
ہم نشیں میں کیا کروں ہے ختم بینائی تری

بادشاہوں سے ہے افضل وہ گدائے بے نَوا
مِل گئی ہے جس کو اَے احمد پذیرائی تری

نُور سے تیرے منوّر ہو گیا قلبِ ظفرؔ
اَے خُدا کے نُور جب سے روشنی پائی تری

(مولانا ظفر محمد ظفر صاحب مرحوم، ربوہ)

دُنیا میں ایک نذیر آیا

(شکیل احمد طاہر، واقف زندگی قادیان)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 190)

یہ اس زمانہ میں آپ کو الہام ہوا تھا کہ جب آپ نہ کوئی شہرت رکھتے تھے اور نہ ہی آپ کا کوئی دعویٰ تھا اور نہ ہی آپ کے ساتھ کوئی جماعت تھی۔گوشۂ گمنامی میں آپ کا وجود تھا۔آپ بالکل تنہا تھے۔نہ کوئی دوست تھا اور نہ ہی کوئی مددگار۔آپؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

وہ ابتدائی زمانہ انتہائی مصائب و آلام کا زمانہ تھا۔آپ کی شدید مخالفت شروع ہوگئی،آپ کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ہر مذہب وملت کے پیروکار آپ کے مقابل پر کھڑے ہوگئے۔آپ کو گالیاں دی گئیں۔کافر و دجال کے القاب سے یاد کیا گیا۔آپ کو نیست ونابود کرنے کی کوشش کی گئی۔ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ آپ کا مشن ناکام رہے اور ہر ممکن کوشش کی کہ جو آواز آپ نے بلند کی ہے اس کو قادیان کی اس گمنام بستی میں ہی دفن کردیا جائے۔اس آواز کو ناکام کرنے کیلئے طرح طرح کے منصوبے بنائے گئے۔جھوٹے مقدمات دائر کئے گئے۔ہر مذاہب کے لیڈر صاحبان آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن خدا تعالیٰ نے وہ تمام حربے اور حملے انہیں پر الٹا دیئے اور وہ جو آپ کو ذلیل و رُسوا کرنے کی فکر میں تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی ذلیل وخوار کردیا۔احمدیت کی وہ آواز جو ایک گمنام بستی سے اٹھی تھی وہ نہ صرف قادیان کے گردونواح میں پھیلی بلکہ پنجاب میں پھیلی،پنجاب سے نکل کر ہندوستان میں پھیلی اور پھر ہندوستان سے نکل کر دنیا کے دوسرے ممالک میں پھیلتی چلی گئی اور دشمن کے منصوبے خدا نے خاک میں ملا دیئے اور ان کو نیست ونابود کردیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

گڑھے میں تو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کردیئے اُونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

مخالفین احمدیت جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں قرآن مجید پر غور نہیں کرتے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے اور مکذبین کا انجام بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا،فرماتا ہے:

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔مخالفین احمدیت کو تو لازماً ناکام ہونا تھا کیونکہ قرآن نے ان کے مقدر میں ہمیشہ کیلئے ناکامی لکھ دی ہے۔پھر وہ کیوں نہیں عبرت حاصل کرتے۔جب سے کائنات عالم وجود میں آئی ہے مخالفین احمدیت نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی صادق، راستباز اور سچے نبی کو خدا نے تباہ کردیا ہو۔ہاں اگر کوئی جھوٹا نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو خدا تعالیٰ اسے کبھی نہیں چھوڑتا اور اس کو تباہ وبرباد کردیتا ہے کیونکہ قرآن میں خدا کا وعدہ ہے۔پس کسی سچے نبی کی صداقت کو پرکھنے کیلئے صرف یہی ایک دلیل کافی ہے۔مخالفین احمدیت نے تو خود اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ جماعت احمدیہ ہی ایک سچی جماعت ہے۔وہ اس طرح کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً کہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک جماعت کے۔ایک دوسری حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ میری امت کے 73 فرقے ہوجائیں گے مگر اس میں سے صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا۔مگر سبھی فرقوں نے متحد ہو کر جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کردیا اور جماعت احمدیہ کو اپنے سے علیحدہ کر کے ثابت کردیا کہ یہی ایک سچی جماعت ہے اور نجات یافتہ جماعت ہے۔کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی فرقے کیلئے یہ بشارت دی ہے کہ وہ نجات یافتہ اور سچی جماعت ہے۔72 فرقوں کے بارے میں رسول پاکؐ کی کوئی بشارت نہیں ہے سارے فرقے پراگندہ ہیں،لاوارث ہیں۔ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں ہے ان کا کوئی روحانی لیڈر نہیں ہے،کوئی روحانی خلیفہ نہیں ہے۔لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک روحانی امام ہے ایک روحانی خلیفہ ہے جس کے سائے تلے پوری جماعت ہے۔اسکی ایک آواز پر ساری جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور ایک آواز پر بیٹھ جاتی ہے اور اخلاص ووفا اور اطاعت وفرمانبرداری کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے جس کی نظیر کسی مذہب یا فرقے میں نہیں پائی جاتی۔اور خدا کا ہاتھ بھی اسی جماعت کے اوپر ہوتا ہے جس کا کوئی واجب الاطاعت امام ہو۔یہ اطاعت اور فرمابرداری کے اسلوب ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی سکھائے ہیں تو پھر کس کی طاقت ہے کہ اس متحد جماعت کو کوئی تباہ کرسکے۔تنگی کا زمانہ ہو یا آسائش کا۔عُسر کا زمانہ ہو یا یُسر کا۔جماعت احمدیہ ہر حالت میں ترقی کی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔مخالفین احمدیت کی مخالفت ہمیں کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی بلکہ جماعت کے راستے میں حائل ناہموار راستوں کو ہموار کرتی ہے۔ہزاروں لاکھوں روپے کا لٹریچر تقسیم کر کے بھی ہم جماعت کی اُتنی تشہیر نہیں کرسکتے جتنی یہ مخالفین کرتے ہیں۔عوام الناس کو پھر سوچنے کا موقع مل جاتا ہے کہ آخر اس جماعت کی مخالفت کیوں ہوتی ہے۔جب غور وتدبر کرتے ہیں تو صداقت ان پر کھل جاتی ہے اور جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔انہیں پھر کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔مخالفین احمدیت غور نہیں کرتے کہ ہر سال ان میں سے ہی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ نکل نکل کر اس جماعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں اس لئے کہ احمدیت کی سٹیج امن بھائی چارہ اور پیار ومحبت کا پیغام دیتی ہے۔احمدیت کی سٹیج سے ہر مذہب وملت کے پیروکار اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔احمدیت تو ایک گلدستہ ہے جس نے ہر مذہب کے پھولوں کو اپنے اندر سجایا ہوا ہے۔یہ جماعت احمدیہ کا ہی طرّۂ امتیاز ہے کہ یہ ہر رشی مُنی اور اوتار کا احترام کرتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے انکار میں جلدی کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:

’’ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پُرانے تصوّرات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کردے گا۔’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا‘‘ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں۔مگر یہ حملے تیغ وتبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی۔‘‘

(فتح اسلام،صفحہ نمبر 8-9)

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس طوفان ضلالت میں آپؑ کی تیار کردہ کشتی نوح میں سوار ہو کر ہی اس طوفان سے بچا جا سکتا ہے،آپؑ فرماتے ہیں:

’’اُس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفانِ ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اُس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔اور اُس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دُوں گا اور اپنی طرف اُٹھالوں گا مگر تیرے سچے متبعین اور محبّین قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ منکرین پر انہیں غلبہ رہے گا۔‘‘

(فتح اسلام،صفحہ 24-25)

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ کون آپؑ کا دوست ہے اور کون آپؑ کو پہچانتا ہے،آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول

کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بد گمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔‘‘

(فتح اسلام، صفحہ 34)

ابتدائی زمانہ میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل تنہا تھے نہ کوئی غمگسار تھا اور نہ ہی کوئی ڈھارس بندھانے والا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کو سچے محبوں کا گروہ عطا فرمائے گا۔ پھر وہ دن بھی طلوع ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ساتھی عطا کئے جو اخلاص و وفا کے پیکر تھے، جو آپ پر اپنی جان، مال اور عزت قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ اظہار شکر کے طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمایا:

’’اِس جگہ مَیں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونیوالے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نُورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصوّر سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسّر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حُسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔‘‘

(فتح اسلام، صفحہ 35)

حضرت شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی کے اخلاص و وفا کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

’’شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔ وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُبّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں۔‘‘

حضرت فضل دین صاحب بھیرویؓ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

’’حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبّت اور اخلاص اور حُسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے ہیں میں اُس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیر خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔‘‘

حضرت مرزا اعظم بیگ صاحب کے اخلاص و وفا کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا:

’’میرزا صاحب مرحوم جس قدر مجھ سے محض للہ محبّت رکھتے اور جس قدر مجھ میں فنا ہو رہے تھے مَیں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں تا اُس عشقی مرتبہ کو بیان کر سکوں۔‘‘

(فتح اسلام، صفحہ 38-39)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی قوت قدسیہ آج سعید روحوں پر اس طرح اثر انداز ہو رہی ہے کہ جماعت ترقی کرتے کرتے دنیا کے 207 ممالک میں پھیل چکی ہے اور شمع احمدیت کے پروانے دیوانہ وار لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں احمدیت کی آغوش میں آ چکے ہیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود کا یہ پُر شوکت الہام بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے:

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘ ☆......☆

بقیہ از صفحہ نمبر 36

تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 19، کشتی نوح صفحہ 21)

دراصل اس عظیم کارنامہ سے مذہب کی لامذہبیت پر فتح مقصود تھی۔ آپؑ نے عیسائیت کا ردّ کرتے ہوئے کئی کتب تحریر فرمائیں۔ چنانچہ نور القرآن (ہر دو حصص) جنگ مقدس، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ چشمۂ مسیحی، انجام آتھم، ضمیمہ انجام آتھم، کتاب البریہ، مسیح ہندوستان میں وغیرہ کتب میں تثلیث اور کفارہ کے خلاف آپؑ نے قلم اٹھایا اور عیسائیت کا ردّ کرنے کے علاوہ فضائل قرآن اور اسلام تحریر کر کے دین اسلام کی برتری واضح فرمائی اور یوں مسیحی دنیا پر حجّت تمام فرمائی۔

اہم کارنامے

اسلام کے خلاف آریہ سماج نے محاذ قائم کر کے فضا کو انتہائی مسموم کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپؑ نے قلم اٹھایا اور کئی کتب تحریر فرمائیں ان کے عقائد کو باطل ثابت کیا اور آریہ سماج کی حقیقت کو طشت از بام کر کے آریہ فتنہ کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ چنانچہ سُرمہ چشم آریہ، شحنۂ حق، نسیم دعوت، آریہ دھرم وغیرہ کتب اس پر شاہد ناطق ہیں۔

سیدنا حضرت اقدسؑ نے مذہب اسلام کی صداقت اور حقانیت پر متعدد کتب تصنیف فرمائیں اور آپؑ نے ہر مذہب والے کو روحانی مقابلہ کی دعوت دی۔ اسلام اور قرآن کے فضائل و محامد کے پُر شوکت دلائل نیّرہ سے اسلام کو کامل مذہب ثابت کیا اور ان کتب کے ردّ کیلئے آپؑ نے انعامات پیش کئے مگر کوئی شخص مقابل پر نہ آیا۔

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، اسلامی اصول کی فلاسفی، نور القرآن جیسی کتب آپ نے تصنیف کیں۔ آپؑ نے قرآن کریم کے فضائل اور کامل کتاب ہونے پر مختلف دلائل تحریر فرمائے اور قرآن کریم کی صداقت پر دلائل کا انبار جمع کر دیا اور قرآن کریم کی عظمت قلوب میں راسخ کر دی۔ آپ فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

آپؑ نے اہل اسلام کی جملہ مشکلات کا حل قرآن کریم سے پیش فرمایا۔ قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ ہونے کی آپؑ نے تردید فرمائی اور اس نظریہ کو باطل قرار دیا۔ آپؑ نے عربی زبان کو امّ الالسنہ ثابت فرمایا اور اس سلسلہ میں آپؑ نے ایک معرکۃ الآرا کتاب ’’منن الرحمان‘‘ نامی تصنیف فرمائی۔ آپؑ نے تمام عیسائیوں اور آریوں کو اپنی اس عظیم تحقیق کے متعلق چیلنج کیا۔

مشہور مثال ہے کہ ’’درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے‘‘ مشاہیر اسلام اور اکابرین ملت نے آپؑ کے ان کارہائے نمایاں کو دیکھ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا۔

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگانِ خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا ......مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کیلئے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560)

☆......☆......☆

"طویلہ" ہوشیار پور اور "دار البیعت" لدھیانہ کا مختصر تاریخی پس منظر

(ریحان احمد شیخ، مربی سلسلہ، شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

ہوشیار پور میں چلہ کشی والے مکان "طویلہ" کی تاریخی اہمیت

ہوشیار پور پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے۔ اس شہر کو یہ فخر و اعزاز حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ایک مکان میں چالیس روز عبادت کی۔ اس کے بعد آپؑ نے اسی شہر سے مشہور اشتہار پسر موعود 20 فروری 1886 میں شائع فرمایا۔

ہوشیار پور سے قادیان کی دوری 70 کلو میٹر ہے۔ دریائے بیاس جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 22 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور بغرض چلہ کشی جاتے ہوئے بذریعہ کشتی عبور کیا تھا اب اس پر پُل تعمیر ہو چکا ہے جس کی وجہ سے قادیان سے بذریعہ ٹیکسی ڈیڑھ دو گھنٹے میں پہنچا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں قادیان سے باہر جا کر چِلّہ کشی کرنے کی تحریک اٹھی اور آپؑ نے 1884ء میں سوجان پور جانے کا فیصلہ کر کے اپنے عقیدت مند منشی عبد اللہ صاحب سنوری کو اپنی منشاء سے اطلاع دے دی مگر حضور کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ سو حضورؑ بہلی میں بیٹھ کر دریائے بیاس کے راستے 22 جنوری 1886 کو ہوشیار پور تشریف لے گئے اور چِلّہ کشی کے نتیجے میں مصلح موعود اور پردہ غیب میں پوشیدہ جماعت کے شاندار مستقبل کے متعلق بھاری بشارتیں پانے اور تبلیغ اسلام کی مہمات میں حصہ لینے کے بعد 17 مارچ 1886 کو بانیل مرام واپس قادیان پہنچے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 274)

جب 22 جنوری 1886ء کو حضور علیہ السلام بغرض چِلّہ کشی ہوشیار پور تشریف لے گئے تھے تو حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ کو اس موقعہ پر ابتداء سے آخر تک ہمسفر رہنے کا شرف نصیب ہوا آپ اس مبارک سفر کی روداد یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"جب آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ماہ جنوری 1886ء میں ہوشیار پور جانے لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلا لیا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ میں دو ماہ کے واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو۔ شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو "طویلہ" کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا۔ حضور بہلی میں بیٹھ کر دریائے بیاس کے راستے تشریف لے گئے...... حضور جب دریا پر پہنچے تو چونکہ کشتی تک پہنچنے کے رستہ میں کچھ پانی تھا اس لئے ملاح نے حضور کو اٹھا کر کشتی میں بٹھایا جس پر حضور نے اسے ایک روپیہ انعام دیا...... خیر ہم راستہ میں فتح خاں کے گاؤں میں قیام کرتے ہوئے دوسرے دن ہوشیار پور پہنچے وہاں جاتے ہی حضرت صاحب نے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا...... اسکے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آویں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کیلئے بلائیں۔ ان چالیس دن کے گزرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اور ٹھہروں گا۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں، دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال و جواب کرنے والے سوال و جواب کر لیں اور حضرت صاحب نے ہم کو بھی حکم دے دیا کہ ڈیوڑھی کے اندر کی زنجیر ہر وقت لگی رہے اور گھر میں بھی کوئی شخص مجھے نہ بلائے۔ میں اگر کسی کو بلاؤں تو وہ اسی حد تک میری بات کا جواب دے جس حد تک کہ ضروری ہے اور نہ اوپر بالا خانہ میں کوئی میرے پاس آوے۔ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے۔ مگر اس کا انتظار نہ کیا جاوے کہ میں کھانا کھالوں۔ خالی برتن پھر دوسرے وقت لے جایا کریں۔ نماز میں اُوپر الگ پڑھا کروں گا تم نیچے پڑھا لیا کرو۔ جمعہ کے لئے حضرت صاحب نے فرمایا کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جو شہر کے ایک طرف ہو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک باغ تھا اس میں ایک چھوٹی سی ویران مسجد تھی وہاں جمعہ کے دن حضورؑ تشریف لے جایا کرتے تھے اور ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔"

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 275)

حضرت مسیح موعودؑ کا اللہ تعالیٰ سے ان چالیس دنوں میں مکالمات و مخاطبات کا وسیع سلسلہ جاری ہوا۔ چنانچہ منشی عبد اللہ صاحب سنوریؓ ایک دفعہ جب کھانا لے کر اوپر گئے تو حضور نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ "بورك من فيها و من حولها" اور حضور نے تشریح فرمائی کہ "من فيها" سے تو میں مراد ہوں اور "من حولها" سے تم لوگ۔ اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا۔" مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ اگر ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کر دوں تو یہ جو معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں"۔ ان سب الہامات میں اہمیت اس پیشگوئی کو حاصل ہے جس میں آپؑ کو پسر موعود کی خبر دی گئی۔ اسی لئے جب چِلّہ ختم ہوا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار تحریر فرمایا جو اخبار ریاض ہند امرتسر میں یکم مارچ 1886 کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔ اس میں آپؑ نے متن پیشگوئی شائع فرمایا۔

کنک منڈی ہوشیار پور میں حضرت مصلح موعودؓ کا اعلان

قادیان کے جن ساہوکاران نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الٰہی نشان کا مطالبہ کیا تھا اس کے ظہور کی خبر انہیں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے اعلان کے ذریعہ سنا دی گئی اور یہ پیشگوئی اس وقت پوری ہوئی جب 12 جنوری 1889 کو مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ روز پیدائش سے ہی آپ کے بابرکت وجود میں وہ علامات ظاہر ہونے لگیں جن کا پیشگوئیوں میں ذکر تھا۔ 20 فروری 1944 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کنک منڈی ہوشیار پور کے میدان میں ایک جلسہ عام میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا:

"وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی، جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا، وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے۔ اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے۔"

(الفضل 19 فروری 1956)

خطاب کے بعد حضرت مصلح موعودؓ چلہ کشی والے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"حضرت سیّدنا المصلح الموعودؓ اس پُر اثر خطاب کے بعد چلہ کشی والے مقدس و مبارک کمرہ میں تشریف لے گئے جو ان دنوں ایک معزز ہندو سیٹھ ہرکشن داس کی ملکیت تھا۔ جنہوں نے اسے شیخ مہر علی صاحب سے خرید کر اس پر ایک مکان تعمیر کر کے اس کے بالائی حصہ پر سبز رنگ کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چلہ کشی والا بالا خانہ اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں تھا لیکن اسی موقعہ اور انہیں بنیادوں پر ایک کمرہ تعمیر شدہ تھا جہاں سیٹھ صاحب نے بڑی خوشی سے دُعا کرنے کی اجازت دی۔ بلکہ حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ذریعہ خواہش کی کہ اگر حضرت مرزا صاحب یہاں تشریف لائیں تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ چنانچہ جب حضور مکان پر تشریف لے گئے تو جناب سیٹھ صاحب اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد نے نہایت عزّت و احترام کے ساتھ استقبال کیا اور ایک بڑے آراستہ کمرہ میں جو مکان کے دوسرے کونے میں واقع تھا حضور کو بٹھایا اور حضور کی خدمت میں پھل پیش کئے اور اپنے خاندان کے افراد کا تعارف کرایا اس کے بعد حضور مقدس کمرہ میں تشریف لے گئے اور قبلہ رُخ دوزانوں بیٹھ کر تسبیح و تحمید کرنے لگے۔"

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 590)

دارالبیعت لدھیانہ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اُمت محمدیہ میں آنے والے ''مسیح موعودؑ'' کے بارہ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

فیطلبہٗ حتّٰی یدرکہٗ بباب لدٍّ فیقتلہٗ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

کہ وہ دجّال کا پیچھا کرے گا اور اسے ''بابِ لدّ'' پر پالے گا اور اسے (بذریعہ دلائل و براہین و دعا) قتل کر دے گا۔ یہ پیشگوئی کئی طرح سے پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی ایک جائزہ پیش ہے۔

صوبہ پنجاب میں مسیحیت کا آغاز اس طرح ہوا کہ امریکہ سے دو عیسائی مشنری 15/اکتوبر 1833ء کو کلکتہ پہنچے اور وہاں گورنر جنرل لارڈ ولیم بینٹک کی خواہش کے مطابق یہ فیصلہ ہوا کہ انگریزی مملکت کی سرحد پر ایک مشن قائم کیا جائے۔ چنانچہ پادری جے.سی.لوری (J.C Lawry) 5 نومبر 1834ء کو لدھیانہ پہنچ گیا اور وہاں برطانوی حکمران نے اسے مشن قائم کرنے میں ہر قسم کی مراعات دیں۔ زمین دلوائی اور اس طرح صوبہ پنجاب میں پہلا مسیحی گرجا بمقام لدھیانہ 1837ء میں تعمیر ہوا۔

قارئین کرام اللہ جل شانہٗ کا عجیب تصرف دیکھیں کہ اسنے اسی شہر لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ 23/مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھوا کر قتل دجال کی مہم کا آغاز فرما دیا اور جس جماعت کی بنیاد لدھیانہ میں رکھی گئی وہی جماعت ساری دنیا میں پھیل کر دجال کا قلع قمع کر رہی ہے۔

(قادیان اور اس کے مقدس و تاریخی مقامات صفحہ 78 مطبوعہ 2015)

وہ کچی کوٹھری جسے بعد میں دارالبیعت کا نام دیا گیا دراصل حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ صاحب کا جاری کردہ لنگر خانہ تھا جسے دارالبیعت کا شرف حاصل ہوا۔ (تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ 380) حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانہ کے مشہور باکمال بزرگ ولی اللہ تھے جنکے مریدوں اور عقیدتمندوں کا حلقہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کی دور بین نگاہ نے ''براھین احمدیہ'' کے مطالعہ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے عالی مرتبہ اور بلند مقام کو فوراً بھانپ لیا اور آپ پر ہزار جان سے فریفتہ ہو کر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

آپؓ حضورؑ کی خدمت میں بیعت لینے کا جب ذکر کرتے تو حضورؑ فرماتے کہ مجھے ابھی اسکا حکم نہیں ہوا۔ لیکن جب حضورؑ کو بیعت لینے کا حکم ہوا اس وقت تک حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ وفات پا چکے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کے مکان کو یہ عزت بخشی کہ بیعت اولیٰ کے وقت یہیں فروکش ہوئے اور یہیں پہلی مرتبہ چالیس احباب کی بیعت لیکر ایک روحانی جماعت کا قیام فرمایا۔

23 مارچ 1889ء کو محلہ جدید میں بیعت اولیٰ کا آغاز

حضور علیہ السلام بیعت لینے کیلئے حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان کی ایک کچی کوٹھری میں بیٹھ گئے۔ جو اب دارالبیعت کے نام سے عالم احمدیت میں جانی جاتی ہے۔ دروازے پر حافظ حامد علی صاحبؓ کو مقرر کر دیا اور ہدایت فرمائی کہ جسے میں کہتا جاؤں اُسے کمرے میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے سب سے پہلے حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ کو بلوایا اور آپؓ کی بیعت لی۔ آپؓ کے بعد میر عباس علی صاحب ۔ شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آباد بیعت کیلئے آئے۔ چوتھے نمبر پر حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور پانچویں نمبر پر مولوی عبداللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدہ (صوبہ سرحد) کی بیعت لی گئی۔ ان کے بعد غالباً منشی اللہ بخش صاحب لدھیانہ کا نام لے کر بلایا۔ اور پھر شیخ حامد علی صاحبؓ کو کہدیا کہ خود ہی ایک ایک آدمی کو بھیجتے جاؤ۔ اس طرح پہلے دن باری باری چالیس افراد نے آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 339 تا 341 مطبوعہ 2007ء)

مردوں کی بیعت کے بعد حضور سے بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ نے حضورؑ کی بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت، جلد اول۔ صفحہ 342)

حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے حضرت پیر افتخار احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ (مصنف قاعدہ یسرنا القرآن) لدھیانہ سے ہجرت کر کے قادیان آ کر بس گئے، اور انہوں نے دارالبیعت سے ملحق (جانب جنوب) اپنا رہائشی مکان فروخت کر دیا مگر لنگر خانہ والے حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کر دی۔ یہی لنگر خانہ والا حصہ دارالبیعت کہلاتا ہے۔ صدر انجمن نے اسکا انتظام مقامی جماعت کے سپرد کر دیا۔

۱۹۱۶ء میں اس کی پہلی شکل میں کچھ تبدیلی کر کے جانب شمال ایک لمبا اور پختہ اور ہوادار کمرہ تیار کروایا گیا جس کی شمالی دیوار کی بیرونی سطح پر دارالبیعت کا نام اور تاریخ بیعت کا کتبہ ثبت کیا گیا اور صحن میں پختہ اینٹوں کا کوئی بالشت بھر اونچا چبوترہ اور محراب بنوا کر نماز کیلئے مخصوص کر دیا گیا۔

دسمبر ۱۹۳۹ء میں نماز گاہ پر ایک چھوٹی سی مسجد کی تعمیر ہوئی۔ دارالبیعت میں بجلی کے قمقمے آویزاں کئے گئے۔ صحن میں نلکا نصب ہوا اور غسل خانہ وغیرہ تعمیر کیا گیا۔ اسی دوران شمالی لمبے کمرے کو دو کمروں میں تبدیل کر کے مشرقی کمرہ میں احمدیہ لائبریری قائم کی گئی۔ اس کمرے کی مشرقی دیوار کے جنوبی کونے کے پہلو میں وہ مقدس جگہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیٹھ کر پہلی بیعت لی تھی۔ اور جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 380 مطبوعہ 2007ء)

......☆......☆......☆......

آدم ثانی کون؟

(منور خالد، کوبلز جرمنی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اور ان دِنوں پر ایک دوسری شہادت یہ بھی ہے کہ دنیا کی ابتداء سے یعنی آدم کے ظہور سے آج تک چھٹا ہزار بھی گزر گیا جس میں آدم ثانی پیدا ہونا چاہئے تھا کیونکہ چھٹا دن آدم کی پیدائش کا دن ہے اور خدا کی پاک کتابوں کے رو سے ایک ہزار برس ایسا ہے جیسا کہ ایک دن سو یہ امر خدا کے پاک وعدوں کے رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ آدم پیدا ہو گیا۔ گو وہ ابھی کامل طور پر شناخت نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اس آدم کا مقام جو خدا کے ہاتھ سے تجویز کیا گیا وہ شرقی ہے نہ غربی کیونکہ توریت باب 2 آیت 8 سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم کو ایک باغ میں شرقی طرف جگہ دی گئی تھی پس ضرور ہے کہ یہ آدم بھی مشرقی ملک میں ہی ظاہر ہوتا اوّل اور آخر کی مماثلت مکانی قائم رہے۔''

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 627)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک نظم کے ایک شعر

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی اب ہے آ گیا ہفتم ہزار

کی تشریح میں فرماتے ہیں:

کتب سابقہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس تک ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ

اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (الحج:48)

یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے اور خدا تعالیٰ نے میرے دل پر یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدمؑ سے اسی قدر مدت بحساب قمری گزری تھی جو اس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے اور اس کے رو سے حضرت آدمؑ سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورہ والعصر کے حروف کی اعداد کے نکالنے سے معلوم ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام وکمال ملتا ہے۔ صرف قمری اور شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہئے اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو مسیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہو گئے کہ چھٹا ہزار گزر گیا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 146)

اس لحاظ سے مسیح موعود علیہ السلام ہی آدم ثانی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضورؑ ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

آپؑ کا یہ بھی الہام ہے کہ یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ کہ اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس طرح یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم ثانی جو مسیح موعود بھی ہے اپنے مقررہ وقت پر پیدا ہوا اور آپ ہی وہ آدم ثانی ہیں۔ ☆......☆

23 مارچ 1889ء (یوم البیعت)

جماعت احمدیہ کا قیام

(سہیل احمد، مربی سلسلہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اذنِ الٰہی سے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان عام فرمایا اور 23 مارچ 1889 کو لدھیانہ کے مقام پر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ سیدنا حضرت اقدسؑ کے اس ارشاد اور اعلان پر مختلف شہروں اور اضلاع سے متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔

سیدنا حضرت اقدسؑ بیعت لینے کیلئے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید کی ایک کچی کوٹھڑی میں تشریف فرما ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین صاحب کو جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاوّل کے رفیع الشان منصب پر فائز ہوئے بیعت لینے کیلئے بلوایا۔

سیدنا حضرت اقدسؑ نے حضرت مولوی صاحب کا ہاتھ کلائی پر سے زور سے پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی اور پہلے دن چالیس افراد نے آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے تاریخی ریکارڈ کیلئے جو رجسٹر تیار کیا گیا اس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے گئے۔

''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت''

اس طرح آج سے 127 سال قبل جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی اور اس غرض کیلئے جن شرائط بیعت کا اعلان کیا گیا ان کا مقصد تعلق باللہ، تقویٰ اور حُبِّ رسولؐ کا حصول، شرک سے اجتناب اور بدعادات کا ترک کرنا، فریضۂ نماز کی بالالتزام ادائیگی، خدمت خلق، کسی کو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے دُکھ دینا، ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرنا، بدرسوم سے اجتناب اور قرآنی احکام کے ماتحت اپنی زندگی کو بسر کرنا، تواضع اور انکساری سے زندگی گزارنا اور خدمت اسلام کو اپنی ہر ایک پیاری چیز پر ترجیح دینا تھا اور آخری شرط دہم یہ تھی:

''یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔''

آج سے 127 سال قبل جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ انیسویں صدی کے اختتام پر معاندین اسلام نے اسلام کے خلاف مسموم فضا پیدا کر رکھی تھی۔ عیسائی منادوں نے ہندوستان، اسلامی ممالک اور افریقہ کے ہر شہر اور ہر قریہ میں تبلیغ کا جال پھیلا رکھا تھا۔ یورپ کے مختلف ممالک سے پادریوں کو منتخب کر کے اکناف عالم میں بھیجا جاتا تھا۔

ہندوستان کے متعلق عیسائیت کا یہ منصوبہ تھا کہ اس کو ہر قیمت پر ہمیشہ کیلئے عیسائیت کی آغوش میں سُلا دیا جائے۔ دوسری طرف آریہ سماج نے اسلام کے خلاف زبردست محاذ قائم کیا ہوا تھا۔ عیسائیت کے اس قدر عروج اور آریہ سماج کے زہریلے یلغار نے بعض مسلمانوں میں انتہائی مایوسی پیدا کر رکھی تھی۔ یہ صورت حال اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ مسلمانوں کی طرف سے عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے مقابلے اور تبلیغ اسلام کیلئے کوئی بنیادی لٹریچر موجود نہ تھا جو اس خطرہ کا ازالہ کرسکتا اور فتنہ کا سدِ باب کرتا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وقت کی اس شدید ضرورت کو محسوس کر کے عیسائیت اور دیگر مذاہب کے اسلام پر حملوں کے خلاف لٹریچر پیدا کیا۔ حضورؑ نے اپنی متعدد کتب میں عیسائیت کے مروجہ عقائد پر قلم اٹھایا اور یسوع مسیح کی خدائی اور کفارہ کی تردید کی اور لکھا:

''ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔''

(روحانی خزائن، جلد 3، ازالہ اوہام، صفحہ 402)

عیسائیوں کی طرف سے اعتراف:

آپؑ نے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سید الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔

1893ء میں جنگِ مقدس کے نام سے جو تاریخی مناظرہ آپؑ کا عیسائیوں سے ہوا اس میں آپؑ کے علم کلام اور فن استدلال کا یہ اثر ہوا کہ 1894ء میں لندن میں اکناف عالم سے جب پادری اکٹھے ہوئے تو اس عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسسٹر ریورنڈ چارلس جان نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا:

''اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان...... میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے...... اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جاسکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔''

(The Official Report of the Missionary Conference, Page-64, 1894)

یہ وہ اعتراف ہے جس کے ذریعہ اکابرین عیسائیت نے جماعت احمدیہ کی فضیلت اور علمی برتری کو تسلیم کر لیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے وقت میں جبکہ اسلام کے خلاف ہر طرف سے یلغار ہو رہی تھی، یہ پُرشوکت اعلان فرمایا:

''سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔''

(روحانی خزائن، جلد 3، فتح اسلام، صفحہ 10)

پھر فرمایا: ''وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔'' (فتح اسلام، صفحہ 13)

خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا اور نمایاں کام ایک فعال جماعت کی بنیاد رکھنا ہے جس کے ذریعہ آج ہر قوم اور ہر ملک میں اشاعت اسلام ہو رہی ہے اور جماعت کے جملہ افراد اپنے تن من دھن سے غلبۂ اسلام کی عظیم مہم میں سرگرم عمل ہیں۔

آپ علیہ السلام کا دوسرا نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ آپؑ نے بیرونی دشمنوں سے اسلام کی حفاظت کی۔ اس سلسلہ میں آپؑ نے حفاظت کے دونوں طریق اختیار کئے۔ ایک تو مدافعانہ انداز اور دوسرے جارحانہ انداز۔ ان دونوں کے بغیر مذہب اسلام کی حفاظت اور اشاعت نہیں ہوسکتی تھی۔ آپؑ نے معاندین کے اعتراضات کے ٹھوس جواب دے کر صداقت اسلام کو ثابت کیا اور دوسرے ان مذاہب کے بارے میں علمی اور فکری انداز اختیار کر کے ان کا باطل ہونا ثابت کیا اور ان الدین عند اللہ الاسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت فرمایا۔ اور اس عظیم مقصد کیلئے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کیلئے اسّی (80) کے قریب مستقل تصانیف شائع کیں۔ ان تمام کتب کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ قرآن زندہ کتاب ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین زندہ رسول ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

آپؑ نے دہریت اور مادہ پرستی کا رد کیا اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل دیئے۔ دہریت نے اسلام کے خلاف اعتراضات کا طومار باندھ رکھا تھا۔ آپؑ نے دہریت کی بیخ کنی کی اور اس کے ردّ کیلئے علمی دلائل دیئے۔ آپؑ نے وحی اور الہام کے نظریہ کے ثبوت کیلئے اپنے الہامات کو پیش کیا اور اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر فرمایا:

''کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب

باقی صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ
مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

کلام الامام

”ہر ایک اُمت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الٰہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

حدیث نبوی ﷺ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم
مع فیملی افراد خاندان و مرحومین، حیدر آباد

کلام الامام

”جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع
اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔“
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین
صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

”خدا کی قسم“

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad

جلسہ سالانہ قادیان 2015ء کے موقع پر مورخہ 28 دسمبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن سے جلسہ سالانہ قادیان کو اختتامی خطاب فرماتے ہوئے

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel : (0091) 82830-58886
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr
E-mail :
badrqadian@rediffmail.com

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ
بدر
قادیان

Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 65 **Thursday** **17-24 March 2016** **Issue No. 11-12**

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel : (0091) 94170-20616
SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs. 550
By Air : 50 Pounds or 80 U.S $
: 60 Euro or 80 Canadian Dollars

جلسہ سالانہ قادیان 2015ء کے مقررین حضرات

جلسہ سالانہ قادیان 2015ء کے چند دلکش مناظر

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:۔نگران بدر بورڈ قادیان